

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

تریسٹھواں اجلاس (پانچویں نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 23 فروری 2023ء بروز جمعرات بمطابق 02 شعبان المعظم 1444ھ۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔	1
04	وقفہ سوالات۔	2
04	رخصت کی درخواستیں۔	3
05	سرکاری قرارداد نمبر 149 منجانب: ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی، رکن صوبائی اسمبلی۔	4
05	قرارداد نمبر 157 منجانب: میر عارف محمد حسنی، رکن صوبائی اسمبلی۔	5
	مشترکہ قرارداد نمبر 162 منجانب: ملک سکندر خان ایڈووکیٹ، ملک نصیر احمد شاہوانی اور	6
16	جناب احمد نواز بلوچ، اراکین صوبائی اسمبلی۔	
32	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	7

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 23 فروری 2023ء بروز جمعرات بمطابق 02 شعبان المعظم 1444ھ، بوقت شام 04 بجکر 40 منٹ پر زریں صدارت جناب قادر علی نائل، چیئرمین، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب چیئرمین: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ از حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا
وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ط وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ ط وَاللّٰهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ع قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ
اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ه قُلْ اطِيعُوا اللّٰهَ
وَالرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ه

﴿بارہ نمبر ۳ سورۃ آل عمران آیات نمبر ۳۰ تا ۳۲﴾

ترجمہ: جس دن موجود پاویگا ہر شخص جو کچھ کہی ہے اس نے نیکی اپنے سامنے اور جو کچھ کہی ہے بُرائی اس نے آرزو کریگا کہ مجھ میں اور اس میں فرق پڑ جاوے دور کا اور اللہ ڈراتا ہے تم کو اپنے سے اور اللہ بہت مہربان ہے بندو پر۔ تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو تا کہ محبت کرے تم سے اللہ اور بخشنے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا پھر اگر اعراض کریں تو اللہ کو محبت نہیں ہے کافروں سے۔
وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔



جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تمام معزز اراکین اسمبلی کو مطلع کیا جاتا ہے اے آئی جی آپریشن، سٹی پولیس آفس بلوچستان کوئٹہ نے اپنے ایک خط نمبر 3031-35/81-Misc/A-2, Opps. کے ذریعے مطلع کیا ہے کہ پولیس نے سردار عبدالرحمن کھیزان، رکن صوبائی اسمبلی، صوبائی وزیر مواصلات و تعمیرات کو FIR No.04/2023 under section 302, 201, 34 PPC کے تحت گرفتار کر لیا ہے۔ یہ ہمارے جو rules of business ہے، اُسکے Section No.66 کے تحت جو ہے یہ ارکان کو مطلع کرنا اسکے لیے ضروری تھا۔

جناب چیئرمین: وقفہ سوالات۔

جناب چیئرمین: سوالات کے محرکین آئے ہیں؟ محرکین بھی نہیں ہیں، منسٹرز بھی نہیں ہیں تو ان سوالات کو defer کیا جاتا ہے۔

میر محمد عارف محمد حسنی: جناب اسپیکر! میں اس پر تھوڑی بات کروں گا۔ میرا ایک سوال ہے معدنیات کے حوالے سے۔ مجھے بتایا جائے کہ قانون کیا کہتا ہے یہ میرا ایک سوال ہے منرل ڈیپارٹمنٹ کا، اور آج چوتھی دفعہ ہے کہ منسٹر صاحب ہمارے موجود نہیں ہوتے۔ موجود ہوتے ہیں باہر اپنے دفتر میں بیٹھے ہوتے ہیں مگر ادھر آ کر اپنے سوال کا جواب نہیں دیتے ہیں۔ اب یہ چوتھی دفعہ ہے کہ مبین خان، سینڈک پروجیکٹ کے حوالے سے میں نے ایک سوال کیا تھا، میں ہائی کورٹ بھی گیا ہوں۔ تو مجھے بتایا جائے کہ اگر چوتھی دفعہ بھی منسٹر صاحب آ کر جواب نہیں دیتے ہیں، تو میرا سوال اسمبلی میں آتا ہے تو قانون کیا کہتا ہے اس کے بارے میں؟

جناب چیئرمین: چونکہ محرک نہیں ہے یہ سی ایم صاحب اپنے منسٹرز کو اور پارلیمانی سیکرٹریز کو پابند کر لیں کہ وہ آئیں۔ اس سے پہلے بھی یہ بات ہوئی تھی کہ جب سوالات ہوتے ہیں تو متعلقہ منسٹرز کو آنا چاہیے۔ تو میرا ضیاء لانگو صاحب، محمد خان لہڑی صاحب! آپ وزیر اعلیٰ صاحب کو بتادیں کہ جب سوالات ہوتے ہیں ارکان کے تو اُس دوران منسٹرز کو یہاں حاضر ہونا چاہیے۔ اب چونکہ متعلقہ منسٹرز نہیں ہیں تو یہ سارے سوالات defer کیے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: وقفہ سوالات ختم۔

جناب چیئرمین: رخصت کی درخواستیں۔

جناب چیئرمین: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر نصیب اللہ مری صاحب، جناب عبدالرشید صاحب، جناب عبدالخالق ہزارہ صاحب، جناب خلیل جارج صاحب، ملک سکندر خان ایڈووکیٹ صاحب، سید عزیز اللہ آغا صاحب، زینت شاہوانی

صاحبہ، بانوخلیل صاحبہ اور زبیدہ خیر خواہ صاحبہ نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

جناب چیئرمین: رخصت کی درخواستیں منظور ہوں گی۔

جناب چیئرمین: وزیر برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور): میں ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی، پارلیمانی

سیکرٹری برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور، وزیر برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے قواعد و انضباط کار بلوچستان

صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتی ہوں کہ ذیل سرکاری قرارداد نمبر 149 کو پیش

کرنے کی بابت قاعدہ نمبر 225 کے تحت قاعدہ نمبر 24 کے لوازمات کو exempt کیا جائے۔

جناب چیئرمین: تحریک پیش ہوئی۔

جناب چیئرمین: آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب چیئرمین: تحریک منظور ہوئی۔

جناب چیئرمین: وزیر برائے قانون و پارلیمانی امور! سرکاری قرارداد نمبر 149 پیش کریں۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور):

ہر گاہ کہ پورے ملک میں ڈیجیٹل مردم شماری جس کا آغاز یکم مارچ 2023ء سے ہونے جا رہا ہے اور جب تک

ڈیجیٹل مردم شماری کا عمل مکمل نہیں ہوتا اس وقت تک جنرل الیکشن کا انعقاد ممکن نہیں ہے۔

لہذا یہ ایوان الیکشن کمیشن آف پاکستان سے سفارش کرتا ہے کہ جب تک ڈیجیٹل مردم شماری کا عمل مکمل نہیں ہوتا

اس وقت تک جنرل الیکشن کو التوا میں رکھا جائے۔

جناب چیئرمین: سرکاری قرارداد نمبر 149 پیش ہوئی۔

جناب چیئرمین: آیا قرارداد نمبر 149 منظور کی جائے؟

جناب چیئرمین: قرارداد منظور ہوئی۔

جناب چیئرمین: میر محمد عارف محمد حسنی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 157 پیش کریں۔ میر عارف محمد حسنی صاحب کو

بلا جائے۔

میر محمد عارف محمد حسنی: جناب چیئرمین! ایم بی بی ایس اور بی ڈی ایس کے لیے صوبہ کے ہر ضلع سے طلباء کو منتخب

کیا جاتا ہے اور وہ طلباء اپنی میڈیکل تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے متعلقہ ضلع میں خدمات سرانجام دینے کی بجائے کوئٹہ میں

اپنی پوسٹنگ کراتے ہیں۔ جس کی وجہ سے صوبے کے دیگر ڈور دراز اضلاع کے عوام کو ڈاکٹر نہ ہونے کی وجہ سے سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ صوبے کے دیگر اضلاع کے عوام کو ان کی دلینز پر صحت کی سہولیات کی فراہمی کے لئے جو بھی ڈاکٹر جس ضلع سے منتخب ہوتا ہے اُس کی پہلی پوسٹنگ اُس کے اپنے ضلع میں کی جائے۔

جناب چیئر مین: قرارداد نمبر 157 پیش ہوئی۔ admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

میر محمد عارف محمد حسنی: سر! یہ کوٹہ ہوتا ہے، ہمارے جو ڈاکٹرز ہوتے ہیں، اُن کا ایک کوٹہ ہوتا ہے کہ جی پانچ، چھ سیٹیں میل اور فیمل ان کو دی جاتی ہیں، quota-seats دی جاتی ہیں مگر بعد میں جب ڈاکٹرز select ہوتے ہیں appoint ہوتے ہیں تو اپنے ضلعوں میں یہ ڈیوٹی نہیں دیتے۔ تو میں ایوان سے سفارش میں کرتا ہوں، ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ اپنے ضلعوں میں جو tenure انکا ہوتا ہے اُس کے مطابق ڈیوٹی دیں۔

جناب چیئر مین: جی کسی اور نے اس قرارداد پر بات کرنی ہے؟ جی ثناء بلوچ صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سر! شکریہ، جناب اسپیکر صاحب! میرے محرک دوست نے جو تحریک جو قرارداد پیش کی ہے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اور جس طرح آپ کو علم ہے کہ بلوچستان میں صحت کی صورتحال انتہائی دگرگوں ہے، باقی صوبوں کی نسبت چاہے وہ کینسر کے امراض ہوں، تپ دق ہو، Hepatitis ABC ہوں یا دیگر جو امراض ہیں اُس کے حوالے سے بلوچستان پورے ایشیا میں میرے خیال میں افغانستان، افغانستان اور بلوچستان کی صورتحال یکساں ہے۔ تو ہمیشہ سے ہم نے یہی بات کی ہے ایک تو یہ ہے کہ ہیلتھ کے سسٹم کو upgrade کیا جائے، جو بلوچستان بھر میں جو صحت کی سہولتیں ہیں اُنکو بہتر بنایا جائے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ کیونکہ جو ڈاکٹرز ہیں جو human resource ہیں، وہ سب سے بڑا ایک component ہے۔ بد قسمتی یہی ہے کہ ہمارے پاس قوانین ہونے کے باوجود بھی کافی ڈاکٹرز صاحبان، وہ اسی معاشرے کا حصہ ہیں۔ وہ initial posting کے بعد immediately وہ اپنے گاؤں سے دوبارہ اپنے۔۔۔

جناب چیئر مین: order in the House سلیم کھوسہ صاحب! آپ اتنے عرصے بعد آئے ہیں اور ہاؤس کو

disturb کر رہے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: وہ اپنا تبادلہ شہروں کی طرف کرتے ہیں۔ تو میرے خیال میں جو قرارداد پیش کی گئی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ محکمہ صحت اس سلسلے میں کوئی قانون سازی کرے، اور وہ قانون سازی یہ ہو کہ جو initially جو وہ پانچ سے چھ سال ہیں وہ اپنے علاقے میں گزاریں۔ اُس کے بعد گریڈ 18-19 یا اُنکی پروموشن بھی اس کے ساتھ منسلک کر دی

جائے۔ وگرنہ یہ ہے کہ بلوچستان کے دُور دراز اضلاع میں کوئی بھی شاید چاہے وہ ہیلتھ کے سیکٹر میں ہو، یا کسی بھی سیکٹر میں ہو، لوگ خدمات سرانجام نہیں دیتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسی قرارداد میں ہیلتھ پر کیونکہ بات ہو رہی ہے۔ ہماری ذاتی طور پر ہم نے یہ کافی دفعہ تجویز پیش کی ہے کہ ڈاکٹرز صاحبان آج کل ادویات اتنی مہنگی ہو گئی ہیں کہ جو سردرد کی دوائی، چاہے وہ پیناڈول ہے، ڈسپرین ہے اسپرین ہے یا اور چھوٹی موٹی antibiotics ہیں، جو پہلے غریب کی پہنچ میں تھی ابھی وہ غریب کی پہنچ سے بہت دور ہو گئی ہیں، ادویات بازار میں ناپید ہو گئی ہیں۔ اور ہم نے ہمیشہ سے یہ بات کی ہے کہ لہذا ڈاکٹر صاحبان کو پوری دنیا میں یہ پریکٹس ہے کہ کوئی بھی مریض جاتا ہے اُس کو بوری بھر کے ادویات نہیں لکھتے۔ ایک ایسا قانون ہونا چاہیے اور میڈیکل اسٹورز پر اُس ڈاکٹر کی پرچی ریکارڈ پر رکھنی چاہیے کہ کس ڈاکٹر نے کس مریض کو کون سی ادویات دی ہیں۔ یہ سسٹم کمپیوٹرائزڈ ہونا چاہیے۔ کیونکہ آج کل غریبوں کو ٹوٹے کا آسان ذریعہ اور طریقہ یہی ہے کہ جب کوئی مریض معمولی سی اپنی بیماری لیکر جاتا ہے تو اُس کو دو سے تین صفحات پر مشتمل 30 سے 35 ادویات جو prescriptions ہیں وہ لکھ دی جاتی ہیں۔ جب مریض لیکر جاتا ہے تو اُس کی جیب میں 30 سے 40 ہزار روپے جو بھی ہوتے ہیں وہ میڈیکل اسٹورز میں ادویات کی مد میں نکل جاتے ہیں۔ ایسے مریض بھی ہمارے پاس آئے ہیں میں آپ کو حلفاً بتاؤں کہ بلوچستان بہت غریب صوبہ ہے کہ اُن کی جیب میں واپسی کا کرایہ تک نہیں ہوتا، وہ اپنے علاقوں میں نہیں جاسکتے۔ تو لہذا بلوچستان میں جو ہیلتھ کی صورتحال ہے شاہ صاحب یہاں نہیں ہیں، ہیلتھ بہت ہی انتہائی اہمیت کا حامل شعبہ ہے۔ ہم نے ہمیشہ یہ کہا ہے آپ کو یاد ہوگا گزشتہ چار پانچ سال میں تعلیم اور صحت دوا ایسے شعبے ہیں جن میں ہم اگر بلوچستان کے لوگوں کو relief دے سکیں یہ بہت بڑا احسان ہوگا یہاں کے عوام کا ہم پر۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ ان پانچ سالوں میں ہم نہیں دے سکے۔ اب آدھا سال رہ گیا ہے یہ digital census ہونے والی ہے، اس کے حوالے سے شاید چلو چھ سات مہینے سال کے اور کوئی مدت مل جاتی ہے جس طرح آج آپ نے قرارداد پاس کر لی ہے۔ لیکن کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا ان پانچ سالوں میں صحت کے شعبے میں کوئی انقلابی اقدامات یہ اسمبلی کر سکی ہے یا یہ حکومت کر سکی ہے اس کا جواب بالکل منفی میں ہے۔ اس سے پہلے جو تین ساڑھے تین سال کی حکومت تھی اُس نے بھی صرف اسپورٹس کمپلیکس میں اور presentation میں وقت گزار دیا اور موجودہ جو اسمبلی ہے یا جو موجودہ صوبائی حکومت ہے اُس نے بھی صحت کے حوالے سے کوئی انقلابی اقدامات نہیں کیے ہیں۔ لہذا یہ پابندی لگا دینی چاہیے۔ میں تو یہ کہتا ہوں ہماری عدالتیں جب سوموٹو نوٹس لیتیں چھوٹی چھوٹی نوکریوں پر stay order جاری کرنے کے بجائے وہ اُن ڈاکٹروں کے خلاف کارروائی کریں جو کسی مریض کو بلاوجہ دو سے تین صفحات کے اوپر prescriptions دیتے ہیں۔ جناب والا! ہم پوری دنیا میں گئے ہیں کبھی کبھی ملکوں کا سفر کرتے ہیں کبھی بیماری ہوتی ہے ہمیں کوئی پیناڈول کی گولی بھی وہ بغیر prescriptions

نہیں مل سکتی۔ یہاں تو آپ جائیں کل پرسوں آپ نے دیکھا ہوگا نو حصار میں پتہ نہیں کہاں پر چھاپہ مارا گیا مہنگی سی مہنگی ترین ادویات جعلی یہاں بنائی جاری تھیں۔ اور بلوچستان میں اس وقت جو بیماری اب بڑھتی ہوئی بیماریاں ہیں اُس میں محکمہ صحت کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیے۔ اُس میں ڈاکٹروں کی تعیناتی ہے، ہسپتالوں کی بہتری ہے، میڈیکل کے سسٹم کی جو مینجمنٹ ہے اُس کی بہتری ہے، ہسپتالز کی اور اُس کے علاوہ یہ جو ایک بالکل اجازت نامہ مل گیا ہے لوگوں کو جو بھی لوٹے کا through میڈیکل اسٹورز کے، جناب والا! اس سلسلے کو بند ہونا چاہیے۔ ہم اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیزیں اُس میں additionally ڈال دینی چاہئیں۔ شکر یہ جناب والا۔

جناب چیئرمین: شکر یہ۔ جی۔

میر محمد عارف محمد حسنی: جناب اسپیکر! اس میں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں، کہ ایک تو یہ ہے کہ نساء صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ جی قانون بنانا چاہیے۔ تھوڑا سا ابھی جو میں request کر رہا ہوں اُس کو مہربانی کر کے آپ نے تھوڑا سا different رکھنا ہے۔ ایک تو قرارداد کے حوالے سے آپ نے اس کو لمبا نہیں کرنا ہے فوری طور پر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو بتانا ہے کہ جی جو بھی قانونی tenure ہے، ایک ماہ کے اندر اندر جتنے بھی ہمارے ڈاکٹر ہیں جنہوں نے اپنے علاقوں میں ابھی تک ڈیوٹی نہیں کی ہے، یہ کیا کرتے ہیں کہ پہلے سے ڈاکٹر MBBS اپنی مکمل کرتا ہے پھر اُس کے بعد ڈاکٹر appoint ہوتے ہیں contract پر appoint ہوتے ہیں through پبلک سروس کمیشن کے appoint ہوتے ہیں پھر اپنے علاقے میں جا کر ڈیوٹی نہیں کرتے ہیں یہ لوگ، سفارش کروا کے۔ ایک دفعہ میں نے کوئی گیارہ ڈاکٹر میں نے ٹرانسفر کروائے چاغی کا ایک بھی نہیں گیا۔ ایک دفعہ میں نے 14 ڈاکٹر علاقے والے وہاں میں نے ٹرانسفر کروائے، ایک بھی نہیں گیا۔ میرے پریشر کی وجہ سے نہیں میں علاقے کا MPA ہوں، میں نے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے نہیں کہا۔ باقی لوگوں نے ڈاکٹروں نے پریشر ڈال کر اپنے ٹرانسفر کے آرڈر واپس کروا لیے۔ ایک تو آپ نے مہربانی کرنی ہے ابھی یہ چیزیں تھوڑی سی مختلف کرنی ہیں دونوں مکس نہ ہو جائیں۔ ایک یہ ہے کہ آپ نے قرارداد پر رولنگ دینی ہے کہ مہربانی کر کے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سب کے ٹرانسفر کر دے اور جو tenure اُن کا ہوتا ہے وہ tenure اپنے علاقے میں جا کر وہ complete کر لیں۔ اگر کراچی پڑھنے کے لئے جاتے ہیں چھٹی لیکر اُس کے بعد آ کر اپنا tenure پورا کر لیں، یہاں اپنی رپورٹ جمع کروادیں۔ اُس علاوہ ایک مہربانی کر کے جو نساء صاحب نے کہا کہ قانون سازی کر لیں دو سال ان کا جو tenure ہوتا ہے وہ بڑا کم ہوتا ہے۔ یہ مہربانی کر کے آپ یہ الگ اور وہ الگ۔ اس قرارداد پر رولنگ دیدیں اور وہ ہیلتھ کمیٹی کو بھجوادیں۔ تاکہ وہ بیٹھ کے فیصلہ کر سکے کہ جی یہ دو سال کافی ہے tenure کے لئے یا اس کو بڑھنا چاہیے میرے خیال میں تو بڑھنا چاہیے، بائچ سال کرنا چاہیے۔ تو مہربانی کر کے ان کی رولنگ الگ الگ دیدیں اسی کی رولنگ دیدیں

اور اُس کو ہیلتھ کمیٹی کو بھجوادیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئر مین: آیا قرارداد نمبر 157 منظور کی جائے؟

میر محمد عارف محمد حسنی: ایک منٹ سر، مٹھا خان صاحب بات کر رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: آپ نے اس قرارداد پر بات کرنی ہے؟ مٹھا خان صاحب بات کریں۔

جناب مٹھا خان کا کڑ: بسم اللہ الرحمن الرحیم - thank you - جناب چیئر مین! عارف جان صاحب جو

قرارداد لائے ہیں اُس کی میں حمایت کرتا ہوں۔ سر! ہمارے بلوچستان میں دو شعبے جو عوام کے ساتھ زیادہ منسلک ہیں اور

عوام کا جو دار و مدار ہیں وہ انہی دو محکموں پر ہے۔ ایجوکیشن اور ہیلتھ، یہ دونوں درہم برہم ہیں۔ ہمارے جتنے ڈاکٹرز، جب

ڈاکٹر ہوتے ہیں تو ضلع کا دعویٰ کرتے ہیں کہ میں اپنی سیٹ پر آ رہا ہوں جب سیٹ پر آ جاتا ہے جیسے ڈاکٹر ہو جاتا ہے وہ کوئٹہ

کی طرف رخ کرتا ہے۔ آیا یہ 33 اضلاع چاغی جیسا ضلع یا گوادر یا ژوب، موسیٰ خیل، بارکھان وہاں سے لوگ کوئٹہ آتے

ہیں۔ آپ سوچیں کہ کوئٹہ پر کتنا burden ہے۔ اس لئے میں تو یہ ایک تجویز دیتا ہوں کہ اس کے بارے میں ایک ایسا

قانون پاس کرنا ہے، جہاں سے ڈاکٹر جس ضلع سے ہوتا ہے کم از کم سات سال اسی ضلع میں اس کو ہونا چاہیے، سات سال

بعد اور مزید ڈاکٹرز appoint ہوں گے یہ لوگ جدھر بھی جائیں گے جاسکتے ہیں۔ اس طرح جو ہمارا صوبہ تباہ و برباد ہے

اسکول بند ہے ہسپتال بند ہے باہر کا تو کوئی ہسپتال ابھی تک کھلا نہیں ہے۔ جتنی ہم نے کوشش کی بیس ڈاکٹرز بھی

suspend ہوئے ہیں۔ لیکن ہفتہ دو ہفتے کے اندر انہوں نے واپس اپنی تنخواہیں بھی لیے، وہ appoint بھی ہوئے

اُن کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی یا چیف سیکرٹری تک جاتا ہے وہ حل کرتا ہے یا کوئی بندہ ٹرانسفر ہو جاتا ہے عدالت

اُسے stay دے دیتی ہے۔ تو یہ کس طرح آپ کام چلاتے ہیں، ادھر جو عوام نے ہمیں منتخب کیا ہے اسمبلی میں بیٹھے

ہوئے ہیں۔ تو سارے لوگ یہ منسٹر MPA کے پاس آتے ہیں کہ ہم نے تو آپ کو اسمبلی میں بھیجا ہے ہمارا ڈاکٹر نہیں ہے

، ہمارا ٹیچر نہیں ہے سسٹم تو ادھر یہ بنا ہوا ہے کہ آپ صرف قانون کے لئے گیا ہوا ہے، لوگ تو اس کو نہیں دیکھتے، کہ آپ

قانون کے لئے گئے ہیں۔ لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ ہماری ہر چیز کا ذمہ دار ہیں۔ ہمارے لوگ تو لکھے پڑھے نہیں ہیں، وہ

کچھ نہیں جانتے کہ آپ اسمبلی میں قانون بنانے کے لئے گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ہر کام آپ کریں۔ لیکن اس کے

بارے میں میں آج سختی سے بول رہا ہوں۔ عدالتیں جو stay دیتی ہیں یہ کاروبار بنا ہوا ہے یہ بند ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس

کاروبار سے آج پورا سیکرٹریٹ درہم برہم ہے۔ ایک جاتا ہے stay لیتا ہے دوسرے دن ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر وہ دیکھتا

ہے وہ stay دیتی ہے۔ stay کی وجہ سے ہمارا سسٹم بہت خراب ہے۔ اور دوسرے جو ڈاکٹرز ہیں۔ کوئی بھی ڈاکٹر ڈیوٹی

نہیں کرتا ہے۔ بیس بیس ڈاکٹرز بھی ہیں سیکرٹری صاحب نے آرڈرز کیے ہوئے ہیں لیکن ان بیس بندوں میں سے دو

بندے بھی نہیں گئے ہیں۔ اس کے بارے میں ہم بہت پریشان ہیں لوگ ہم سے کام مانگتے ہیں ہمارے بس میں کچھ نہیں ہے۔ اس کے بارے میں ایک ایسا قانون پاس کرنا ہے تاکہ ان کے خلاف ضرور کارروائی ہو جائے انکی ڈاکٹری بھی ختم ہو۔ اور وہ جو غلط کام کرتے ہیں ان کے خلاف ضرور کارروائی ہونی چاہئے۔ بڑی مہربانی جناب چیئر مین صاحب۔

جناب چیئر مین : شکریہ اگر قرارداد پر کسی اور نے بات نہیں کرنی ہے تو قرارداد نمبر 157 کو۔۔۔

محترمہ شکیلہ نوید دھوار: نہیں، بات کرنی ہے۔

جناب چیئر مین : جی Ok۔ جی عبدالواحد صدیقی صاحب! آپ نے اسی قرارداد پر بات کرنی ہے؟ جی

واحد صدیقی صاحب بات کریں اُس کے بعد آپ۔

جناب عبدالواحد صدیقی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آپ کی بڑی مہربانی جناب جو قرارداد آئی ہے یہ قابل غور بھی ہے اس پر سنجیدگی سے سوچنا بھی چاہئے۔ اس وقت بلوچستان میں جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ ایجوکیشن کا بھی ہے، اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا بھی ہے۔ صرف شہر کو آپ دیکھیں۔ میرے خیال میں باہر ہمارا جتنا بھی پسماندہ ایریا ہے۔ اُن میں جا کر کے دیکھیں کہ تمام اسکول بند پڑے ہیں۔ اور تمام ہمارے ہیلتھ کے ادارے بند پڑے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ کام نہیں کرتے ہیں۔ تو اس پر ایک سنجیدہ قانون سازی کرنی چاہئے تاکہ جس کی بھی appointment وہاں پر ہو وہاں جائے۔ جس ضلع سے بھی جو سلیکٹ ہوتا ہے میڈیکل سیٹ کے لئے، اُن کو کم از کم پانچ، چھ سال پابند رکھا جائے۔ تاکہ وہ اپنے علاقے میں خدمات سرانجام دے سکیں اور لوگوں کو سہولت دے سکیں۔ یہی وجہ ہے تمام اضلاع کے لوگ یہاں آ کے ایک hospital پر burden ہیں اس شعبے کے 25 سے 30 ڈاکٹرز بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ کلینک بھی وہ چلاتے ہیں۔ تو میرے خیال میں یہ قرارداد قابل غور بھی ہے اور اس پر ایک سنجیدہ قانون سازی کرنی چاہئے۔ صرف ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی نہیں بلکہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی بھی یہی پوزیشن ہے۔ سارے لوگ ہمارے جو key پوسٹیں ہیں۔ اُس کے لئے وہ کوئی آتے ہیں۔ اور ہمارے SSTs کے، سائنس اور جنرلز کی جتنی بھی پوسٹیں آج تک خالی پڑی ہیں۔ دوسری طرف ہمارے پبلک سروس کمیشن جس کے ہاں صرف 16 گریڈ کے ہمارے ٹیچرز بھرتی ہونے ہیں۔ سال میں وہ 10% بھی بھرتی نہیں کر سکتے۔ چودہ سال سے ہمارے ایسے سکول بھی ہیں جو ابھی تک بند پڑے ہیں اس وجہ سے کہ ٹیچرز نہیں ہیں۔ اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو بھی کہ جو lower grade کی پوسٹیں ہیں۔ 5 تا 14، اُن کو تو ڈیپارٹمنٹ خود بھرتی کر رہا ہے۔ تو کم از کم اس پر بھی تیزی لائی جائے۔ اب ہمارے سارے سکول اس وقت جس حلقے سے میں منتخب ہوا ہوں صرف تحصیل برشور کے 56 سکول بند پڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے اکثر ہائی سکول اور مڈل سکول اس طرح ہیں کہ وہاں ایس ایس ٹی جنرل سرے سے ہیں نہیں۔ پانچ سال سے پوسٹیں خالی پڑی ہیں۔ اور ہمارے اکثر BHUs بند پڑے

ہوئے ہیں۔ اس لئے لوگ جاتے نہیں ہیں۔ وہاں کی appoint میں بھی میرے خیال میں اسی علاقے کو اور اسی کونسل کو ترجیح دی جائے۔

جناب چیئر مین : اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ اذان عصر)

جناب عبدالواحد صدیقی: تو جناب چیئر مین صاحب! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ اور ہمارے اکثر اُن پسماندہ علاقوں کا مسئلہ ہے۔ جہاں وہ ہیلتھ کے لئے بھی مجبور ہیں اور ایجوکیشن کے لئے بھی۔ اس وقت اس غربت کے عالم میں ظاہر ہے کہ ہمارے وہ ایریاں جو زیادہ پسماندہ بھی ہیں وہ اپنے بچوں کو پرائیویٹ سکولوں میں نہیں پڑھا سکتے نہ کسی پرائیویٹ کلینک سے اپنے بچوں کا علاج کرا سکتے ہیں۔ تو اس کے لئے سنجیدہ قانون سازی ہونی چاہئے۔ تاکہ وہ لوگ جن سیٹوں پر آئے ہیں۔ وہ اگر کونٹہ میں، کونٹہ ظاہر ہے کہ کسی کی خواہش ہے کہ میں کونٹہ جا کے ڈیوٹی دوں اور اپنا کلینک بھی کھول دوں اور مزید پڑھنے کے لئے بھی جا ہوں۔ تو اس حوالے سے میرے خیال میں ہم اس قرارداد کی ہم حمایت کرتے ہیں۔ ان تجاویز کے ساتھ کہ اس پر مکمل قانون سازی ہونی چاہئے۔ تاکہ پھر ہر کسی کے لئے وہ قانون بنے اور اُس کی کوئی volition نہ کرے، جو اسکی volition کریں اُن کو سزا ملنی چاہئے۔

شکریہ جناب۔

شکریہ۔ جی سردار یار محمد رند صاحب۔

سردار یار محمد رند: سر! میری request ہے کہ مجھے صرف پانچ منٹ پوائنٹ آف آرڈر پر دیئے جائیں۔ جو سانحہ بارکھان ہوا ہے اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئر مین : پہلے اس قرارداد اس پر بات کر لیں پھر دوبارہ پوائنٹ آف آرڈر آپ کو موقع دوں گا۔

سردار یار محمد رند: ٹھیک ہے میں قرارداد پر بات کرتا ہوں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مسٹر چیئر مین! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا بات کرنے کا۔ میں اس قرارداد کو سینڈ کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑے اچھے موقع پر حسنی صاحب نے ایک مہربانی کی ہے اسمبلی کے اندر اس questin کو raise کیا ہے۔ اور یہ مسئلہ بلوچستان کے اندر ایجوکیشن اور ہیلتھ، یہ دو ایسے ایٹوز ہیں جو بہت سیریس ہیں۔ یعنی اس حد تک یہ لوگ طاقتور ہیں یہ تو اتنے زور آور ہیں اور ان کی تنظیم اور ان کی آرگنائزیشنز کہ ہمارے جیسے لوگ بھی مجبور ہو جاتے ہیں، بے بس ہو جاتے ہیں۔ ان کو صرف اپنی ڈیوٹیوں پر آنے کے لئے، یہ پوری دُنیا کے اندر کس جگہ پر ہوتا ہے؟ جب ان کو نوکریاں نہیں ملتی ہیں جب تک انکے اپوائنٹمنٹ لیٹرز انکے ہاتھ میں نہیں آتے اُس وقت تو انکو بلوچستان کا غم، بلوچستان کی محرومیاں، بلوچستان کے عوام، یہ

دھرتی اُنکے روز یاد آتی ہے۔ جس دن انکو اپوائنٹمنٹ لیٹر مل جاتا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے کسی کے باپ دادا کی جاگیر اور جائیداد ہو۔ اور اُس کے مرنے کے بعد جس طرح اُنکو دی جاتی ہے، اُنکے حصے میں آتی ہیں۔ اس طرح یہ jobs even بانٹیں گریڈ سے لے کر کے مرنے کے بعد جس طرح اُنکو دی جاتی ہیں اُن کے حصے میں آتی ہیں ایک گریڈ کا جو ایک چپڑا سی اور سو پچھڑ ہوتا ہے اُس کو بھی آپ ہلا نہیں سکتے۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ آج ہاؤس کو باقاعدہ اس پر discussion کرنی چاہیے اور آپ کو ایک تفصیلی رولنگ دینی چاہیے۔ مجھے آپ یہ بتائیں کہ جس quota کے اوپر جس base پر وہ میڈیکل کی سیٹ لیتا ہے اور وہ سارے privileges جو ایک پرائیویٹ اسٹوڈنٹ کے لیے میرے خیال میں آج کے دور میں اگر کروڑوں نہیں تو کم سے کم چالیس، پچاس ساٹھ لاکھ سے کم پر کسی ایک کمزور ترین یونیورسٹی سے اُس کو ڈگری نہیں ملتی۔ وہ اُس ڈسٹرکٹ کے اُس صوبے کے وسائل کو استعمال کر کے وہ یونیورسٹی تک، کالج تک پہنچتا ہے۔ جب وہ سارے privileges حاصل کر کے ڈاکٹر بنتا ہے تو کیا اُس دھرتی کا اُس سرزمین کا اُس ضلع کا حق نہیں بنتا اُس پر۔ اُن کو تو voluntarily وہاں جانا چاہیے انسانیت کا تقاضہ یہی ہے اخلاقی تقاضہ یہ ہے کہ اُن کو سب سے پہلے خود جا کر اپنے districts میں serve کرنا چاہیے۔ اپنے لوگوں کو serve کرنا چاہیے مگر سب سے پہلے وہ سفارش کروا کر ناں ماشاء اللہ پورے بلوچستان میں ڈاکٹرز، ٹیچرز اور سارے جو ہمارے اس طرح کے جو اور ڈیپارٹمنٹس ہیں۔ وہ سارے لوگ ماشاء اللہ کوئٹہ میں جمع جاتے ہیں۔ مجھے بھی 17 مہینے ایجوکیشن منسٹری کو serve کرنے کا موقع ملا۔ میں یقین سے آپ سے کہتا ہوں کہ مجھے کتنا افسوس ہوتا ہے وہ 17 مہینے اس طرح میری زندگی کے گزرے اور مجھے لڑتے ہوئے لوگوں کو ناراض کرتے ہوئے اپنے بہت پیارے دوستوں کو بھائیوں کو جن کے ساتھ میرا تعلق تھا واسطہ تھا میں زندگی میں کبھی سوچ نہیں سکتا تھا کہ میں اُن کو اپنے آفس سے ناراض کر کے اٹھاؤں گا۔ آپ یقین کریں کہ ایک دفعہ میں visit پر چین شہر کے اندر گیا۔ پورے ڈگری گریڈ کالج میں ایک ٹیچر نہیں تھی، یہاں تک کہ اُسکی پرنسپل و اُس پرنسپل بھی نہیں تھی۔ اور جس طرح وہ بچی آ کر مجھ سے ملی۔ آپ یقین کریں کہ ایک دو بچیاں رو پڑی۔ اُس نے کہا، سر ہمیں پتہ ہے کہ آپ جس طرح آئے ہیں اس سے پہلے بھی یہاں کئی منسٹر آ چکے ہیں۔ آپ جیسے کوئٹہ میں پہنچیں گے آپ یہ ہمارے کالج کو اور ہماری تعلیم کو آپ بھول جائیں گے۔ میں نے بھی بہت سارے اسکول اور کالج کا visit کیا ہے مگر یقین کریں میں اللہ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں جتنا اُن بچیوں نے میری بیٹیوں نے بہنوں نے انکا جذبہ دیکھا اُس دن اُن کی خواہش دیکھی میں شرمندگی feel کر رہا تھا اُس وقت میرے ساتھ ڈیپارٹمنٹ نے بڑا ڈرامہ کیا۔ کبھی ایک کالج میں لے جاتے تھے کبھی دوسرے کبھی تیسرے میں لے جاتے تھے۔ اور ایک facilitates بھی ایسی نہیں تھیں جو وہاں missing تھیں اُس کالج کے اندر ڈگری کالج میں۔ بہترین ہاسٹل بنا ہوا تھا بہترین کالج بنا ہوا تھا۔ بہترین لیبارٹریز تھیں۔ ہر چیز تھی، اگر

missing تھی تو صرف وہاں ٹیچر کوئی نہیں تھا۔ یہ تو ہم سمجھتے ہیں کہ چمن کے لوگوں کو، چمن کوئٹہ سے 60-70 کلومیٹر ہے اور وہاں کے لوگ پڑھے لکھے اور باشعور ہیں۔ جب ہم دالبندین، خاران، پنجگور کی اُس طرف دور دراز علاقے کو بلو اور کاہان کی بات کریں۔ یہ تو بالکل ہمارے گھر، کوئٹہ capital city کیساتھ ہے ایک ٹیچر بھی اُس کالج کے اندر نہیں تھا۔ یہی صورت حال ہمارے اسکول اور کالجز کی ہیں اور ہمارے hospitals کی ہیں۔ ہاں ایسے لوگ بھی ہیں مجھے یہ کہتے ہوئے بھی فخر محسوس ہو رہا ہے ابھی ایک فری آئی کیپ لگا تھا شوران میں۔ ڈاکٹر چاکر صاحب ہیں، ہائی اسپیشلسٹ زہری صاحب ہیں میں معذرت چاہتا ہوں نام یاد نہیں ہے حماد اللہ زہری صاحب۔ اور تین، چار ہمارے ہائی اسپیشلسٹ تھے بہت بڑا کیچ لگا۔ 100 سے زیادہ critical اور نارٹل surgeries ہوئیں اور سینکڑوں outdoor patient کو دیکھا گیا جہاں وہ لوگ غریب تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ اُن کو یہ facilitates شوران جیسے شہر میں ملیں گی۔ مگر اُس طرح اور بہت سارے کالے بھیڑیے بھی ہیں جھنوں نے ایک profession بنایا ہوا ہے، ایک کاروبار بنایا ہوا ہے، دھندہ بنایا ہوا ہے۔ اور جس طرح میرے بھائی ثناء اللہ بلوچ، ابھی کہاں گیا ہے ثناء اللہ خان وہ فارغ ہو گئے، میں معافی چاہتا ہوں مجھے تو اُن سے تھوڑا بہت سیکھنا تھا کیونکہ تقریر کے بڑے expert تھے تقریر تو کرنا مجھے نہیں آتی ہے مگر میں اپنے دل کے جذبات اور اظہار آپ کے سامنے ضرور کروں گا۔ اس اسمبلی کے سامنے کروں گا خدا را! ایجوکیشن اور ہیلتھ یہ ہمارے بچوں کا مستقبل ہے۔ آنے والی نسلیں جو ہمارے آئیں گی آپ نے دیکھا نہیں کہ یہ اسمبلی میری گواہ ہے کہ بجٹ جس دن پاس ہوا۔ اسی دن میں resign کر کے یہاں سے اسمبلی سے چلا گیا تھا مجھے کوئی تکلیف نہیں تھی۔ مگر میرا ایک میگا پروجیکٹ تھا۔ میرا ایک خواب تھا۔ میرے لیے بڑی insult تھی کہ میں ایک پرائشل منسٹر بنوں۔ مگر میں نے بنا اس لیے پسند کیا۔ میں نے کہا کہ میں اس لیے اپنی انا کا مسئلہ بناؤں میں منسٹر نہیں بنتا۔ یہ جو خواب تھا میرا ایک dream تھا بلوچستان کے اندر۔ last night صبح تک میں پُر امید تھا رات تک مجھے بتایا گیا کہ وہ پروجیکٹ آپ کا on ہے۔ اور ابھی انشاء اللہ صبح اسمبلی میں پیش ہوگا۔ رات کو جام صاحب کی regime نے اُسکو drop کر دیا۔ اُس وقت 32 ڈسٹرکٹ تھے، 32 کیڈٹ کالجز ہم بنا رہے تھے۔ 7 ڈویژن تھے، 7 گرلز کیڈٹ کالج ہم بنا رہے تھے۔ اور 600 بچے ایک کیڈٹ کالج سے تعلیم حاصل کرتے۔ آنے والے 10 سال کے اندر، 12 سال کے اندر اس بلوچستان کا مقدر change ہو جاتا۔ مگر وہ میرا خواب نہیں تھا، وہ بلوچستان کا مستقبل تھا۔ وہ بلوچستان کے بچوں کا خواب تھا۔ اُن ماں باپ کا خواب تھا جو چاہتے تھے ہمارے بچے پڑھیں۔ مجھے افسوس ہے اگر زندگی میں، تو اُس دن جس دن میرا یہ پروجیکٹ ڈراپ کیا گیا تھا۔ اور اُس پرنٹل تین سال میں سات ارب لگنے تھے۔ سات ارب تو ہم ایسے اٹھا کر بلوچستان حکومت، اب میں کیا کہوں، مجھے کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ کن کن کاموں پر وہ استعمال کرتے ہیں۔ مگر اب چونکہ میں

آتا ہوں موضوع کی طرف۔ جو حسنی صاحب نے یہ resolution کیا ہے، please اس پر آپ رائے شماری کرائیں جو بھی طریقہ کار ہے، جو بھی procedure adopt کریں مگر کوئی decision ضرور لیں۔ یہ اسمبلی ضرور قانون سازی کرے کہ کل سے کم، کوئی reason اسمیں نہیں ہونا چاہیے کوئی وجوہات نہیں ہونی چاہئیں۔ اگر اس نے نوکری کرنی ہے تو اس نے ایک tenure کم سے کم سات سال تو serve کرے اپنے ڈسٹرکٹ میں۔ میں آپ کو دکھاتا ہوں میرے ڈسٹرکٹ میں آپ چلیں hospital کو دیکھیں۔ hospital ہے اسمیں آپ یقین کریں سات بجگے گریڈ 18 اور 19 کے شوران میں بنے ہوئے ہیں ہر قسم کی وہاں facilities ہیں۔ اگر نہیں ہے تو اسٹاف نہیں ہے تو ڈاکٹر نہیں ہے آپ یقین کریں MCR جو میرا کالج تھا اور شکر الحمد للہ، اب ہم سے promise تو کیا ہے چیف منسٹر صاحب نے۔ اگر دوبارہ ان کو یاد آ گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم اسکوریزیشن کالج بنا رہے ہیں officially۔ آپ یقین کریں کہ میرا اپنا ایجوکیشن کا DO، ہم نے اپنی مرضی کا وہاں لگایا تھا منتیں کر کے لگایا۔ میں نے وہاں serve کیا ہے۔ سیکرٹری ایک بہت اچھا انسان ہے۔ مگر کوئی ٹیچر وہاں، وہاں جتنے بھی ٹیچرز کے آرڈرز ہوئے وہ کینسل ہوئے۔ کسی نے آکر اس کالج میں join نہیں کیا۔ SST کے آپ کو پتہ ہے کہ اس کی تنخواہ کتنی ہے؟ ان کے privileges کتنے ہیں؟ اسی طرح ڈاکٹر کے کیا privileges ہیں؟ ان کی کیا تنخواہیں ہیں؟ سر! خدارا اگر یہ ایوان یہ لوگ ہم اپنے لوگوں کے لیے اپنی دھرتی کے لیے اپنے غریبوں کے لیے اپنے عوام کے لیے نہیں سوچیں گے پھر کون آئیگا؟ کیا باہر کے لوگ آ کر ہمارے یہاں فیصلے کریں گے؟ باہر کے لوگ تو 72 سالوں میں ہمیں کچھ نہیں دیں سکے۔ لوگوں کو ہم سے امیدیں تھیں۔ ہم سے بھی لوگ مایوس ہو چکے ہیں۔ آپ یقین کریں کسی غریب سے جا کر روڈ پر کھڑے ہو کر کے اس اسمبلی، اس پارلیمنٹ اس حکومت کے بارے میں پوچھیں کیا وہ کہتے ہیں؟ خدارا ہم نے اپنے لوگوں کے لیے کچھ کرنا ہے اور اسی اسمبلی نے کرنا ہے۔ تو میری آپ سب سے request ہے۔ جتنے ممبر پارلیمنٹ بیٹھے ہیں please اس کو سپورٹ کریں۔ اور آپ سے request ہے کہ کوئی decision لے لیں۔ بہت شکر یہ۔

جناب چیئر مین: شکر یہ سردار رند صاحب۔ جی شکیلہ نوید صاحبہ۔

میر محمد عارف محمد حسنی: جناب چیئر مین صاحب! میں بات کرنا چاہتا ہوں پھر نماز کے لئے جاؤں گا۔

جناب چیئر مین: جی بات کریں۔

میر محمد عارف محمد حسنی: اس میں وزیر اعلیٰ صاحب، سنا ہے ہمارے چھ مہینے بعد نیند سے اٹھتے ہیں اور ایک کیمینٹ

میںٹنگ ہوتی ہے۔ ابھی اُنکے چھ مہینے پورے ہو گئے ہیں سونے کے اور ابھی انہوں نے اٹھنا ہے۔

جناب چیئر مین: آپ نے کیا اضافہ کرنا ہے اس پر بات کر لیں۔

میر محمد عارف محمد حسنی: سر! اسی پر بات کر رہا ہوں مجھے تھوڑا بات تو کرنے دیں۔ توچھ مہینے بعد ابھی اُنکے پورے ہو گئے ہیں ابھی اُنہوں نے اٹھنا ہے اور اُنہوں نے کیبنٹ میٹنگ کرنی ہے۔ کوئی سال ڈیڑھ پہلے کنٹریکٹ والے جو ڈاکٹرز تھے، اُنکے لیے کمیٹی بنی کہ جی کنٹریکٹ پر جو ڈاکٹرز رکھے ہیں۔ کمیٹی نے انٹرویو کیے پھر اُنہوں نے recommend کیا وزیر اعلیٰ صاحب کیلئے اور کیبنٹ کیلئے۔ تو ابھی وہ کمیٹی بنی ہے وہ اُنکو کہیں مہربانی کر کے پبلک سروس کمیشن سے جو چیئر کر کے آئیں گے، کوئی چیئر کر پاتا ہے نہیں کر پاتا، وہ الگ ہے۔ مہربانی کر کے جو کنٹریکٹ والی فائل جو گئی ہے جو کمیٹی نے جن کے انٹرویوز کیے ہیں، اُن کی کیبنٹ میں پیش کر کے اُنکے آرڈر کروادیں۔ جب تک permanent ڈاکٹرنہیں آتے، تب تک یہ permanent ڈاکٹرز ہمارے جا کر وہاں اُن کی جگہ ڈیوٹی کریں۔ ایک اور مہربانی کر دیں یہاں ہمارے PPHI والے ہیں، یہ ریکارڈ میں میں لانا چاہتا ہوں۔ PPHI والے ہمارے جو کنٹریکٹ پر ڈاکٹرز ہیں وہ ڈاکٹرز وہاں کافی لوگ لگے ہوئے ہیں اور اپنی ڈیوٹی کر رہے ہیں۔ وہ 70 ہزار روپے تنخواہ لے رہے ہیں۔ اور جو کنٹریکٹ پر ہیں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں کنٹریکٹ پر جو رکھے جاتے ہیں وہ ڈیڑھ لاکھ روپے لے رہے ہیں۔ مہربانی کر کے وہ جو PPHI والے جو already اس سے پہلے کہ وہ بھی کام چھوڑ کر چلے جائیں، اُن کی تنخواہیں کم از کم یہ جو کنٹریکٹ والے ہمارے یہاں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ والے، ان کے برابر اُن کی تنخواہیں کر دیں تاکہ وہ بھی اپنی ڈیوٹی کر سکیں۔ بڑی مہربانی آپ کی۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی شکیلہ نوید صاحبہ۔

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! عارف حسنی صاحب جو قرارداد لے آئے ہیں ہم اُس کی حمایت کرتے ہیں۔ اور عارف حسنی صاحب کے knowledge میں بھی ہے اُنہوں نے کیونکہ پبلک سروس کمیشن کی بات کی ہے۔ جناب چیئر مین! تقریباً 2022ء میں پبلک سروس کمیشن سے چھبیس candidate جو ڈیپٹنٹل سرجن تھے اُنہوں نے clear کیا۔ اُنکی appointments مختلف ڈسٹرکٹس میں ہوئیں۔ جناب چیئر مین! اس میں ہوا یہ جو میرا ڈسٹرکٹ ہے ڈسٹرکٹ مستونگ سے تعلق رکھنے والے تین candidates تھے جن میں ایک کوفلات میں appoint کیا گیا۔

جناب چیئر مین: ملک نعیم بازئی صاحب! آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: جناب چیئر مین! کافی عرصے بعد ملے ہیں۔

جناب چیئر مین: ضیاء لاگو صاحب! آپ اپنی نشست پر جا کے بیٹھ جائیں۔ عارف محمد حسنی صاحب! آپ بھی اپنی نشست پر جائیں۔ آپ کی قرارداد پر بحث ہو رہی ہے۔ جی محترمہ۔

محترمہ شکلیہ نوید قاضی: جناب اسپیکر! شاید بہت سی چیزوں کو ہم importance نہیں دیتے یا being a female اُن کو شاید important نہیں لگ رہی ہے۔ اس میں ان کے ڈسٹرکٹ کی میں بات کروں گی۔ اب، میرے محترم بھائی جناب ضیاء صاحب بھی یہاں بیٹھے ہیں۔ ابھی مستونگ سے جو بچی تعلق رکھتی ہے، کمیشن clear کر کے اُسکو ایک کوفلات میں depute کر کے یعنی اُسکی پوسٹنگ کی جاتی ہے۔ یہ میرے پاس اُن سب کا لیٹر پڑا ہوا ہے اور یہاں mention ہے کہ کس کا تعلق کس ڈسٹرکٹ سے ہے۔ لوکل باقاعدہ mention ہے۔ تین بچے جو مستونگ کے تھے ایک کو سوراب اور دوسرے کی گدر میں پوسٹنگ کی جاتی ہے ایک کی اوتھل میں کی جاتی ہے۔ تو جناب اسپیکر! یہ almost یہی جو لورالائی ہے اُس بچے کو باقاعدہ قلعہ سیف اللہ میں appoint کیا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! ہم یہاں گلہ تو کر رہے ہیں۔ لیکن ہم نے آج تک کبھی چیزوں کو شاید seriously یا thoroughly دیکھنے کی ہم نے ضرورت ہی نہیں سمجھی۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ یہ appoint ہوتی ہیں چاہیے کمیشن کے through چاہیے direct اُن کو جو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ہے appoint کرتا ہے at least اُن کے جو لوکل جس ڈسٹرکٹ سے ہیں پہلے اُن کو اپنے ڈسٹرکٹ میں serve کرنا چاہیے۔ 2022ء کی میں آپ کو باقاعدہ یہ لسٹ دیتی ہوں کہ جو 26 بچے جو BPS-17 میں آئے ہیں ان میں سے سب مختلف ڈسٹرکٹس میں ان کو appoint کیا گیا۔ تو جہاں انکو رہائش کی جگہ نہیں ہے۔ جہاں وہ رہ نہیں سکتے، وہ کس طرح serve کریں گے۔ جناب اسپیکر! آپ کو میں نوٹیفکیشن بھجواتی ہوں آپ اس کو خود بھی دیکھ لیں کہ وہ بچے جو مستونگ سے تعلق رکھتا ہے وہ گدر میں کہاں رہے گا؟ کس طرح serve کرے گا۔ کوئی بھی ایسا نہیں کہ serve کرنے سے انکار کریں اور بالکل میں اس کی حمایت بھی کرتی ہوں۔ لیکن کمیشن کے through جو appointments ہوئی ہیں، ان کو دوبارہ review کرنے کی ضرورت ہے جناب اسپیکر۔

جناب چیئرمین: شکریہ میڈم۔

جناب چیئرمین: آیا قرارداد نمبر 157 منظور کی جائے؟

جناب چیئرمین: قرارداد منظور ہوئی۔

جناب چیئرمین: ملک سکندر خان ایڈووکیٹ، قائد حزب اختلاف، ملک نصیر احمد شاہوانی اور جناب احمد نواز بلوچ میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 162 پیش کریں۔

میر احمد نواز بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ چیئرمین صاحب! ہر گاہ ایمر جنسی ریپانس 1122-MERC کے مراکز زوب، چمن، نوشکی، خضدار، قلات، لسبیلہ، گوادر اور کوئٹہ میں قائم کیے گئے ہیں۔ جبکہ پشین، تحصیل برشور جو کہ دور دراز علاقوں پر مشتمل ہے اور اس کی سرحدیں افغانستان سے جا کر ملتی ہیں۔ لیکن وہاں تاحال ایمر جنسی ریپانس 1122 کا

مرکز قائم نہیں کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اکثر ان علاقوں میں ٹریفک حادثات کی بابت زخمیوں کو بروقت طبی سہولتیں نہ ملنے کی وجہ سے وہ راستے میں ہی دم توڑ دیتے ہیں۔ مزید برآں جن علاقوں میں ایمرجنسی ریسپانس 1122 کے مراکز قائم کیے گئے ہیں۔ جن میں عرصہ پانچ سال سے کام کرنے والے ملازمین کو تاحال ریگولر نہیں کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے انہیں سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ پشین، تحصیل برشور میں فوری طور پر ایمرجنسی ریسپانس 1122 MERC کا مرکز قائم کرنے نیز ان مراکز میں کام کرنے والے ملازمین کو ریگولر کرنے کی بابت عملی اقدامات کرنے کو یقینی بنائے۔

جناب چیئرمین: مشترکہ قرارداد نمبر 162 پیش ہوئی۔ محرک admissibility کی وضاحت کریں۔

جناب احمد نواز بلوچ: جناب چیئرمین۔ بالکل۔

جناب چیئرمین: جس نے اس قرارداد پر بات کرنی ہے وہ اپنے نام بھجوادیں۔

جناب احمد نواز بلوچ: یہ ایسا ادارہ بنا جو کہ ظاہر ہے ہماری قومی شاہراہوں پر یہ مختلف حادثات ہوتے ہیں، ابھی آپ نے دیکھا کہ سبیلہ میں ایک کوچ کا حادثہ ہوا۔ اور ہمارے انہی بندوں نے، سب سے پہلے یہی لوگ وہاں پہنچتے ہیں ان کے ساتھ اتنی سہولت تو نہیں مگر ان کو جو ٹریننگ دی گئی تھی لاہور کے جو انٹرنیشنل 1122 کے مرکز میں، اُس کی بنا پر انہوں نے اپنی بساط کے مطابق وہاں ریسکیو کی جو ناکافی تھے، اسی ڈوب سے لے کر کے کوئٹہ تک، تفتان سے لے کے کوئٹہ تک یا جبکہ آباد سے لے کے حب، کوئٹہ تک یا ہمارے کراچی سے کوئٹہ تک یا چمن سے کوئٹہ تک دیکھیں ان علاقوں میں تو کچھ ہمیں نظر آتا ہے۔ مگر جو میرے قائد حزب اختلاف نے جو میرے ذمہ دیا تھا کہ برشور وغیرہ ان علاقوں میں کوئی مرکز ایسا نہیں ہے۔ تو لہذا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جب آپ رولنگ دیں گے تو ان علاقوں کو مد نظر رکھیں جہاں بھی ریسکیو کی ٹیمیں نہیں ہیں 1122 کی، تو وہاں مرکز قائم ہونا چاہیے۔ جناب! یہ دن رات چاہے گرمی ہو، سردی ہو، یہ بیچارے اپنے کام سرانجام دیتے ہیں۔ مگر ان کے جو آفیسرز ہیں یا MERC والے ہیں۔ ان کو بار بار ڈور دراز علاقوں میں ٹرانسفر بھی کرتے ہیں۔ اگر آپ دیکھیں کہ تین سال جیسے ابھی میڈیکل کی جو قرارداد آئی تھی تو اُس میں بھی ہمارے دوست اکثریت یہ کہہ رہی تھی کہ تین سال کا tenure ہونا چاہیے۔ تو میں بھی یہی کہتا ہوں کہ اگر کسی کی جہاں بھی پوسٹنگ ہو، وہ تین سال کے عرصہ کیلئے ہو۔ تاکہ وہ اپنی وہاں جو بھی خدمات ہیں وہ انجام دے سکیں۔ جناب! ان کی ماہانہ تنخواہ سے 10 ہزار کٹوتی کی جاتی ہے۔ ان کی تنخواہیں اتنی ہی ہوتی ہیں، ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں اور اُسے 40 سے 50 ہزار کی جائیں۔ تاکہ آج کل کی مہنگائی کے دور میں یہ بیچارے اپنی اُس زندگی کو survive بھی نہیں کر سکتے اپنے بچوں کی ایجوکیشن کو complete نہیں کروا سکتے۔ تو لہذا آپ سے درخواست ہے جب آپ رولنگ دیں گے تو اس کو بھی مد نظر

رکھ دیں۔ بالکل ہمارے جتنے بھی یہ سینٹرز ہیں ان کو آپ گریڈ کیا جائے۔ اور ان میں اور ملازمین جو ان کی تعداد بہت کم ہے، اسے بڑھائی جائے۔ اور آئے دن ہماری شاہراہوں پر بڑے بڑے حادثے ہوتے ہیں ریسکیو کم ہونے کی وجہ سے بہت سی اموات راستے میں ہی ہو جاتی ہیں۔ تو میں آپ کی توجہ اس قرارداد کی شکل میں، اس ایوان کو پیش کی۔ لہذا آپ سے درخواست ہے کہ جب آپ قرارداد منظور کریں تو ان چیزوں کو مد نظر رکھیں۔

جناب چیئرمین: شکر یہ احمد نواز صاحب۔ جی عارف جان محمد حسنی صاحب۔

میر محمد عارف محمد حسنی: جناب چیئرمین! انہوں نے برشور کی بات کی۔ چاغی میں ابھی تک 1122 فنکشنل نہیں کیا گیا ہے۔ حالانکہ approve ہے۔ چاغی کا میں تھوڑا بتا دوں کہ چاغی کو دو بارڈرز ایران اور افغانستان چُج کرتے ہیں۔ اُس کے علاوہ چاغی سینٹرل ایشیا کو یورپ سے ملاتا ہے ہزاروں زائرین ہمارے یہاں سے travel کر کے تفتان سے ایران جاتے ہیں۔ پھر اُس کے بعد کوئٹہ آتے ہیں اور ملک کے مختلف حصوں میں جاتے ہیں۔ چاغی میں بڑے پروجیکٹس ریکوڈک اور سینڈک کے علاوہ بھی بڑے پروجیکٹ ہیں۔ جن کی وجہ سے ہزاروں کی تعداد میں مقامی اور غیر مقامی افراد مین ہائی وے پر سفر کرتے ہیں۔ چاغی میں شکار کے موسم میں سعودی عرب، تبوک کے گورنر شکار کیلئے آتے ہیں۔ اُس کے بعد عربی لوگوں کا اور اُن کا جو سٹاف ہے اُن کی بھی نقل و حرکت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے چاغی میں بارڈر ہونے کی وجہ سے سیکورٹی فورسز کافی وہاں تعینات ہیں اُن کا بھی وہاں مین ہاؤس پر کافی زیادہ سفر ہوتا ہے۔ ایف سی اور آرمی والے بھی ہیں ان سب کے باوجود کوئٹہ کراچی، کوئٹہ چمن اور کوئٹہ نصیر آباد میں ایمر جنسی سینٹرز بن چکے ہیں، مگر اب تک کوئٹہ ٹو تفتان میں ایمر جنسی سینٹر کا نہ بننا لمحہ فکر یہ ہے۔ تو جناب والا! ہمارے احمد نواز صاحب نے یہ باقی برشور کی انہوں نے انفرادی طور پر برشور کی بات کی۔ برشور میں بھی بننا چاہیے اس میں چاغی کا بھی ہے۔

جناب احمد نواز بلوچ: پورے بلوچستان کا کہہ رہا ہوں۔ برشور ظاہر ہے اُس علاقے میں۔ پورے بلوچستان میں سینٹرز بننے چاہئیں۔

میر محمد عارف محمد حسنی: ٹھیک ہے، برشور میں بھی ہونا چاہیے، سر! میں اس کی مخالفت نہیں کر رہا ہوں برشور بھی مین ہاؤس ہے وہاں بھی بننا چاہیے۔ صرف اس میں اسمبلی recommend کر کے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو بھجوادے کہ فوری طور پر جو approved ہے احمد وال میں شاید بن چکا ہے یا بننے والا ہے۔ چاغی میں، چھتر میں، یک چُج میں، تفتان اور نوکنڈی میں فوری طور پر بنایا جائے تاکہ یہاں جو باقی علاقوں میں بن چکے ہیں تاکہ چاغی میں اس سے پہلے کوئی بڑا واقعہ ہو، اور اُس واقعہ کی وجہ سے ہمیں کافی زیادہ نقصان اٹھانا پڑ جائے تو ایمر جنسی سینٹر چاغی میں بھی بننا چاہیے۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی عبدالواحد صدیقی صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آپ کی مہربانی۔ جہاں تک قرارداد کا تعلق ہے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ تقریباً دو سال پہلے کا exercise ہے کہ ہماری جتنی بھی NHAs ہیں ان سب پر ایمر جنسی سینٹر قائم کیے گئے ہیں، ان کی ایک بہت اچھی response عوام کو ملی ہے۔ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ کام کرتے ہیں ہم ان کو ابھی تک ہم نے عارضی رکھے ہوئے ہیں اب ظاہر ہے کہ جو لوگ عارضی ہیں وہ پھر کس انداز میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دیں گے۔ تو قرارداد میں دو چیزیں ہیں ایک یہ ہے کہ جو پرانے جتنے بھی سینٹرز بنے ہیں ان کے جتنے بھی ملازمین ہیں ان کو permanent کیا جائے۔ اور ساتھ ساتھ میں احمد نواز صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے علاقے کو touch کیا ہوا ہے انشاء اللہ ہمیں خوشی ضرور سنائیں گے کہ برشور صرف نیشنل نہیں بلکہ انٹرنیشنل ہائی وے پر آئیگا۔ تو اس حوالے سے برشور میں حال ہی میں آپ کو پتہ ہے کہ برف پڑی تھی اُس برف کے دوران ایک خاتون کی death ہوئی ہے۔ تو ظاہر ہے اگر ایمر جنسی سینٹر ہوتا تو اتنی مشکل پیدا نہ ہوتی۔ تو برشور تو بہ کا جہاں تک تعلق ہے، وہ اب انٹرنیشنل ہائی وے بن رہی ہے انشاء اللہ، منظور ہو چکی ہے۔ تو میرے خیال میں اس وقت ضرورت اُس پسماندہ ایریا کی ہے تمام جتنے بھی بلوچستان کے ہیں، جتنی بھی ہماری NHAs ہیں ان سب پر سینٹر بنانے چاہئیں، یہ ایک اچھی exercise ہے اس حکومت کی جو لوگوں کو فائدہ بھی پہنچا رہی ہے تو برشور کی پسماندگی کو دیکھتے ہوئے تو اس کو میرے خیال میں top of the list میں رکھا جائے تو کم از کم اُنکو آکسیجن بھی ملے گی تھوڑی بہت ان کو سہولت بھی میسر ہوگی۔ شکریہ۔

جناب چیئر مین: کسی اور نے بات کرنی ہے اس قرارداد پر؟

جناب چیئر مین: آیا مشترکہ قرارداد نمبر 162 منظور کی جائے؟

جناب چیئر مین: قرارداد منظور ہوئی۔ پوائنٹ آف آرڈر ہمارے رولز آف بزنس میں نہیں ہے۔ جی public importance

میر سلیم احمد کھوسہ: جناب چیئر مین صاحب! حالیہ پی ایس ڈی پی میں میری کچھ اسکیمات تھیں بلڈنگ کے حوالے سے۔ بلڈنگ کی مد میں میں نے تقریباً کوئی دو سو ملین کے قریب رکھے تھے۔ تو 40 فیصد ایلو کیشن تھی شاید اُس سے بھی کم۔ 50 ملین رکھے گئے تھے، تو ابھی جو انہوں نے ریلیز کیے ہیں جناب چیئر مین صاحب! صرف 20 ملین۔ 70 کے قریب اسکیمیں ہیں، اسکولز کی missing facilities ہیں، shelterless ہیں۔ اب ایک بلڈنگ کو دو لاکھ چالیس ہزار دیے جا رہے ہیں۔ آپ مجھے بتادیں دو لاکھ چالیس ہزار میں کیا کوئی بلڈنگ بن سکتی ہے؟ یہ تو صرف میرے خیال میں کمیشن کی مد میں چلے جائیں گے۔ اب یہ کس طرح حکومت کو چلا رہا ہے، فنانس ڈیپارٹمنٹ نے کیا فارمولہ بنایا

ہے؟ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ ایک تو یہ ایٹو ہے۔ اور جناب والا! میرا ضلع شاید بلوچستان میں واحد ضلع ہے، شاید بلوچستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ چھ مہینے کے اندر تین ڈی بیز تبدیل ہوئے ہیں۔ زیادتی کی کوئی حد ہوتی ہے۔ سیلاب زدہ علاقہ ہے تباہ حال ہے۔ ایک ڈی سی بیٹھ کر اپنے طریقہ کار سے بہت ساری چیزیں بنا رہا ہوتا ہے۔ تو پتہ چلتا ہے کہ اُس کا تبادلہ ہو گیا ہے ایک اور ڈی سی کمشنر۔ ایک ڈی سی کمشنر اپنے گھر میں سامان نہیں رکھتا ہے تو پتہ چلتا ہے اُس کا بھی تبادلہ ہو گیا ہے۔ تو حالت ابھی ہماری یہ ہے، اور دوسرا جناب چیئر مین صاحب! ہمارا علاقہ چونکہ یہ سارا گرین بیلٹ ہے، سارا تباہ ہو چکا ہے، فصلیں تباہ ہو چکی ہیں۔ خاص طور پر ضلع صحبت پور اور ضلع جعفر آباد اور نصیر آباد کا بھی ایک حصہ ہے اور اسی طرح جھل مگسی ہے۔ اور حالیہ ابھی ڈی سی صاحبان نے ڈنڈا اٹھایا ہوا ہے کہ عشر اور آبیانہ کی مد میں زمینداروں سے پیسے وصول کیے جائیں۔ زمیندار کہاں سے پیسے دینگے؟ اُنکی ایک انچ زمین نہیں بچی ہے۔ تو ان چیزوں کو دیکھنا چاہیے۔ یہاں کون اس چیز کا جواب دے گا کہ یہ جو زیادتیاں ہیں اس صوبے کے ساتھ اور ہمارے ساتھ جو ہو رہی ہیں اس کا جواب کون دے گا؟

جناب چیئر مین: محمد خان لہڑی صاحب دیں گے آپ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے ہیں، منسٹر ہیں۔

میر سلیم احمد کھوسہ: لہڑی صاحب ہمارے بھائی ہیں۔ ابھی ان کے حوالے سے بھی ان کے ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے بھی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ جو زیادتیاں ہیں یہ میری سمجھ سے تو بالاتر ہیں یہ کہ کس طرح، شاید میرے خیال میں ایری گیشن ڈیپارٹمنٹ یہ چاہتا ہے کہ گرین بیلٹ کو بالکل ختم کر کے close کر کے، تیس لاکھ لوگوں کو بیروزگار کر کے پتہ نہیں کہاں بیجے گا پروگرام ہے۔ ابھی جو پیسے تھوڑے بہت damages کے حوالے سے آئے ہوئے ہیں یہ بہت تھوڑے ہیں ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ کو جو پیسے دیئے گئے ہیں نقصانات کے حوالے سے جو bridges ہیں اُن کو fill کرنے کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں یہ بھی آٹے میں نمک کے برابر دیئے گئے ہیں۔ لیکن اُس کا بھی کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔ پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کتنا کام ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا ہے۔ مجھے پچھلے دنوں کسی نے بتایا ہے اب اس میں کتنی صداقت ہے یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے ایریگیشن منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ ضرور بتائیں گے کہ کیرتھر کینال میں جو damages کی مد میں پیسے تھے وہ fuel کی مد میں انہوں نے convert کر کے پیسے نکال دیئے۔ اب حالت ڈیپارٹمنٹ کی یہ ہے کیونکہ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کوئی مانیٹرنگ نہیں ہے کسی کو کسی چیز کا پتہ نہیں ہے۔ میں تو گزارش کروں گا CMIT کو آپ کے توسط سے کہ جو ہمارے علاقے میں خاص طور پر ایریگیشن کے حوالے سے کام ہو رہا ہے وہ time to time آ کر اُس کی visit کرے دیکھے کہ یہ proper کام ہو بھی رہا ہے یا نہیں پٹ فیڈر کینال ہے وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ ہمارا حیر دین ڈرنیج ہے اُس کا برا حال ہے۔ اب آنے والی فصلیں کس طرح ہونگی، کیسے ہونگی ہمیں تو کچھ بھی سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ اب سنا ہے ڈیپارٹمنٹ نے پہلے مہربانی کر کے وہ جو کچھ کینال چل رہا ہے وہ پہلے مہربانی

کر کے اُس کو divert کر کے پٹ فیڈر میں پانی کوشفٹ کیا گیا پورا ہمارا علاقہ تباہ کر دیا۔ اب سننے میں آرہا ہے کہ اسی کچھی کینال کی widening کو شاید ان لوگوں کی خواہش ہے کہ وہ ریج کی طرف divert کیا جائے۔ یہ پتہ نہیں کیا پروگرام ہے، پتہ نہیں کیا کرنا چاہتے ہیں؟ نصیر آباد کو وائش کرنا چاہتے ہیں تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ تو جناب چیئرمین صاحب! آپ سے گزارش ہے ان چیزوں پر کچھ نوٹس لے لیں آپ کچھ رولنگ پاس کریں کہ ہمارے ساتھ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں میرے ضلع میں تین DCs کس حوالے سے تبدیل ہوئے ہیں آخر کوئی پوچھنے والا ہے یا نہیں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کچھ نہیں ہے اس طرح کی زیادتیاں میں نے کبھی نہیں دیکھی ہیں جو ہمارے ساتھ اس دفعہ جو ان کا رویہ رکھا گیا ہے۔ اگر ہمارے ساتھ کسی کی کوئی ذاتیت ہے تو ہماری ذات تک رہیں۔ پورے علاقے کو کیوں ان لوگوں نے عذاب میں ڈالا ہوا ہے۔ اور ہمارے زمیندار اس وقت تباہ حال ہیں۔ پھر جا کر عشر اور آبیانے کی مد میں زمینداروں کو گرفتار کر کے جیل بھر و تحریک کریں، کچھ کریں کوئی اس طرح اگر کریں۔ پیسے ہمارے پاس نہیں ہیں دینے کیلئے۔ پیسے تو انہوں نے ہمیں ایک ٹکہ بھی کسی مد میں نہیں دیا ہے کوئی support نہیں ہوئی ہے۔ خاص کر گورنمنٹ آف بلوچستان نے یہ بھی شکر ہے اللہ کی شان ہے بہت این جی اوز آگئی ہیں انہوں نے تھوڑا بہت کم کیا ہے نہیں کیا ہے، انفراسٹرکچر ہمارے بالکل تباہ ہیں جناب چیئرمین صاحب! میں سمجھتا ہوں آج تک ہمارے پورے ایوان کے یا کابینہ کے کسی بھی دوست نے سیلاب زدہ علاقوں کی طرف دیکھا بھی نہیں، visit بھی نہیں کیا۔ روڈ ز ہمارے تباہ ہیں، روڈ کی مد میں ایک ٹکہ کا بھی کام نہیں ہوا ہے۔ آیا انکو پیسے نہیں ملے یا پیسے ملے تو یہ پیسے گئے کہاں؟ آخر کچھ تو آپ رولنگ دیں آپ سے گزارش ہے۔ ہماری التجا ہے۔ کہ مہربانی کر کے اس حوالے سے کچھ تو بولیں کوئی رولنگ تو دے دیں۔ یہ آبیانہ یہ عشر ہم کہاں سے دیں گے؟ یہ بہت ساری چیزیں ہیں ایریگیشن جو پانی کو divert کر رہا ہے یہ کس فارمولہ کے تحت کر رہا ہے پہلے آپ لوگوں نے کیا پٹ فیڈر میں silt آیا کچھی کینال سے پورے پٹ فیڈر وہ bridges لگے پورا صحبت پورا اور جعفر آباد ڈوباب اس پانی کو جو 418 کا ایریا ہے جو RD-418 وہاں سے آپ divert کر کے۔ یہ 418 بھی اللہ کی مہربانی سے پورا صحبت پور ہے اُس میں آتا ہے انہوں نے جتنے بھی فارمولے اور طریقہ کار بنائے ہوئے ہیں گھوم گھوم کر انہوں نے کوئی target کیا ہوا ہے کہ صحبت پور کو ہم نے ہر حال میں damage کرنا ہے نقصان دینا ہے۔ تو جب صحبت پور کو آپ damage کرتے ہیں تو اُسکے ساتھ ساتھ آپ کا نصیر آباد اور جعفر آباد بھی تباہ ہو جاتا ہے آپ صرف میری ذات کو نہیں پورے علاقے کو نقصان دے رہے ہیں۔ تو جناب عالی! میری آپ سے گزارش یہ ہوگی کہ آپ مہربانی کر کے اس پر کوئی سخت قسم کی رولنگ دیں۔ اور CMIT کو پابند کریں کہ جا کر کے دیکھے کہ جس مد میں پیسے ملتے ہیں آیا کہ وہاں خرچ ہو بھی رہے ہیں یا نہیں؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی رنج کینال، یہ جو حیر دین کینال ہے پھر حیر دین ڈرنیج ہے۔ آپ بھی نصیر آباد سے چار اراکین بیٹھے ہوئے ہیں نصیر آباد ڈویژن سے شاید بولیں۔

میر محمد خان اہڑی (وزیر آبپاشی): میرے دوست نے یہاں ایریگیشن کے حوالے سے جو باتیں کی گئی ہیں حقیقتاً میں وہ بتانا چاہتا ہوں آپ کو کہ جس وقت ہمارے ہاں سیلاب آیا تو وہیں پر بالکل پہلے یہاں یہ گزارشات کی تھیں جہاں چھ لاکھ کیوسک پانی آجائے اور میرے خیال میں اسکو کوئی روک نہیں سکتا میرے محترم دوست ہر وقت اسمبلی میں اٹھاتا ہے کہ بھئی ایریگیشن، ایریگیشن، ایریگیشن، میں صرف اس حوالے سے تھوڑا تفصیلاً بتانا چاہتا ہوں دیکھیں کچھی کینال ہے ہمارے کوہ سلیمان سے جتنا پانی آتا ہے آپ کے پنجاب کے ایریا میں انہوں نے پورے کچھی کینال کو تباہ کر دیا ہے میں نے اسکی بریفنگ لے لی پہلے بھی ابھی تک واپڈا کام کر رہی ہے اسکے اوپر ابھی تک ایریگیشن نے اسکو tackle بھی نہیں کیا ہے اس وقت تک۔ اور میرے محترم دوست کہہ رہے ہیں کہ بھئی ایریگیشن کا پانی سیدھا موڑ کر کے صحبت پور کو لگوا یا جاتا ہے۔ 418 سے نیچے پھر جا کر کے پھر صحبت پور کا علاقہ آتا ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے میں حقیقت اس فورم پر آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ کچھی کینال کا ٹوٹل اس وقت ہمارے پاس صرف ہم پانچ سو کیوسک اس سے لے لیتے ہیں اگر قدرتی آفات آ جائیں تو انکو نہ آپ روک سکتے ہیں نہ میں روک سکتا ہوں۔ اسمیں تو کوئی کیا نہیں ہے یہاں چھ لاکھ کیوسک اگر ہمارے نصیر آباد ڈسٹرکٹ کو hit کرے تو میں کیا کر سکتا ہوں کیا میں اسکو روک سکتا ہوں؟ تو ہر وقت میرا یہ دوست یہاں کھڑے ہو کر کہتا ہے کہ بھئی ایریگیشن یہ کر رہا ہے ایریگیشن وہ کر رہا ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں جناب چیئرمین! حقیقت جہاں یہ شگاف پڑ گیا تھا آپ کے چھ یا سات کلومیٹر بالکل ادھر پٹ فیڈ تھا، نام بھی نہیں تھا بالکل ختم ہوا تھا۔ لیکن ہم نے اکیس دنوں میں بحال کر دیا۔ یہ خود یہاں موجود تھا ہر وقت کہتا تھا کہ بھئی پانی نہیں ہے۔ ابھی جو پچی کچی فصل ہے وہ تباہ ہو رہی ہے ہم نے ان فصلوں کو بچا لیا اس وقت آپ کے رنج کے لئے بھی حقیقت میں بتاؤں اس وقت اتنا کر اس اس پانی کا ہوتا تھا اس وقت آپ کے پٹ فیڈ میں تقریباً چھ لاکھ ایکڑ گندم آباد ہے۔ آج تک کسی نے نہیں کہا کہ بھئی ہمیں پانی کی ضرورت ہے۔ یا پانی کی کمی ہے اور جس کی وجہ سے یہ نقصانات ہو رہے ہیں۔ دوسرا اس میں کہا گیا کہ بھئی پٹ فیڈ کے لئے اتنی رقم آئی۔ ہم ہر حساب دینے کو تیار ہیں۔ CMIT آپ کی دو تین مرتبہ ادھر آئی ہے visit کیا ہے دیکھا ہے ان چیزوں کو۔ جس وقت یہ چیزیں ہو رہی تھیں میں خود ادھر موجود تھا لیکن انشاء اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کچھ چیزیں جو نان ڈویلپمنٹ میں تھیں، انہوں نے کی کینے ہیں کچھ جو ہم ٹینڈرنگ پر گئے ہیں۔ ابھی ان کے ٹینڈرز بھی ہو گئے ہیں میرے خیال میں۔ ہم ہر حساب دینے کے لئے آپ کو تیار ہیں انشاء اللہ تعالیٰ پائی پائی کا حساب دینے کے لئے تیار ہیں آپ سندھ کا پانی دیکھ نہیں رہے ہیں کہ آپ کو ڈسٹرکٹ صحبت پور کا پانی آپ کا ڈسٹرکٹ کندھ کوٹ، کشمور کا پانی سیدھا

آ کر کے انکے ڈسٹرکٹ کو hit کرتا ہے لیکن وہ پانی کو نہیں دیکھتے میرے محترم دوست۔ ہر وقت پٹ فیڈر کے اوپر بیٹھ کر کہتے ہیں کہ یہ چیزیں ہو رہی ہیں، اور اسکے علاوہ جو کچھی کینال کا انہوں نے کہا کہ پانی کو موڑ کے پھر 418 پر دینا چاہتے ہیں۔ یہ ہمارے کچھی کینال کا ایریا ہے جہاں جس کا کمانڈ ایریا بنتا ہے اُس سے ہم نے کہا کہ بھی اگر زیادہ پانی ہو کم از کم رینج کے لئے ہم کچھی کینال سے پانی لے لیں۔ اسی لئے ہم نے اس کا سروے بھی already کیا دیکھتے ہیں کہ آیا کہ ابھی تک اُس کا کچھ بھی نہیں ہوا ہے میرا دوست پہلے سے رو رہا ہے کہ بھئی یہ چیز ہو رہی ہے وہ چیز ہو رہی ہے۔ میں آپ کے ساتھ ہوں انشاء اللہ اس حوالے سے آپ کو کچھ نہیں ہوگا ہم آپ کو ہر حساب دینے کو تیار ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ لیکن منسٹر صاحب! آپ کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے یہ ہمارا بھی علاقہ جو کرزحہ کا علاقہ ہے یہاں جو ڈیم ٹوٹنے کا خطرہ تھا میں اس دوران مسلسل اُس صورتحال کو دن رات دیکھ رہا تھا۔ پھر ہم نے سی ایم صاحب کی recommendation پر ہم نے کچھ اُنکے لئے فنڈز لائیں تاکہ وہ بہتر ہو جائے مزید کچھ چیک ڈیمز بنیں یہ سارا process ہو گیا ہے لیکن آپ کے جو XEN صاحب ہیں جو آپ کا ڈیپارٹمنٹ ہے اُس نے مجھ سے consult ہی نہیں کیا ہے۔ مجھ سے رابطہ ہی نہیں کیا مجھے onboard ہی نہیں لیا گیا کہ کس طرح اُنکا PC-1 بنا جائے مجھے اندازہ ہے کہ وہ پانی آئے گا تو پھر ہزارہ ٹاؤن کے لئے کتنی مشکل ہوگی باقی ہمارے علاقے جو بہادر آباد، کلی کیا زئی کے لئے کتنے مسئلے بنیں گے۔ تو یہ کوئٹہ کے حوالے سے جو آپ کے ڈیپارٹمنٹ کی جو اسکیمیں ہیں جو کام ہے وہ kindly آپ پابند کر لیں تاکہ متعلقہ جو نمائندے ہیں اس علاقے کے وہ on-board ہوں اور وہ جو XEN اور جو PC-1 وغیرہ بنتے ہیں اُنکی recommendation پر بنیں وہی بہتر کر سکیں گے۔

وزیر آبپاشی: میں متعلقہ آفیسرز سے کہوں گا وہ آپ سے رابطہ کریں گے اور جہاں آپ کے issues ہیں وہ مسئلہ حل کر دیں گے۔

جناب چیئر پرسن: شکریہ منسٹر صاحب۔ جی مولانا عبدالواحد صدیقی صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: شکریہ جناب چیئر مین صاحب! مسئلہ یہ ہے کہ بلوچستان میں floods آئے سب علاقوں میں۔ تو اُنکے درخت اُجڑ گئے اور اُنکی زمینیں بہا کر کے لے گئے اور یہاں تک اُن کے گھر بھی بہہ گئے۔ لیکن اب ظاہر ہے کہ ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ پر اور پی ڈی ایم اے اور حکومت، جب تک اُن کو اُنکی زمینیں جو خراب ہو گئی ہیں اُنکو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے انکے ساتھ کوئی پیسے نہیں ہیں دوسری جانب بجلی کا پہنچنا ہمارے توبہ اور برشور میں اُن علاقوں میں تو سرے سے بجلی ہے ہی نہیں وہ اپنی مدد آپ کے تحت سب کچھ کر رہے ہیں انکے باغات بھی چلے گئے اُنکی زمینیں بھی چلی گئیں سنا تھا کہ ہمارا ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ کچھ ٹریکٹرز وغیرہ رکھیں گے تاکہ وہ زمیندار اپنی زمینیں واپس بنا سکیں۔ لیکن

ابھی تک نہیں ہو سکا ہے اب ظاہر ہے سیزن تو ختم ہو گیا ہے لوگوں نے اپنی زمینوں کو دوبارہ بنانا اور اُن پر کام کرنا ہے تاکہ اُنکو کچھ ملے۔ لیکن ابھی تک اُنکی زمینیں اسی طرح پڑی ہوئی ہیں۔ وہاں بڑے بڑے پتھر بھی پڑے ہوئے ہیں اُنکو نکالنا ہے۔ جو اُنکو سیر آب کرنے کیلئے پائپس کی مدد سے اُنہوں نے پائپ رکھے تھے جو پائپ کے ذریعے اپنے باغات کو سیر آب کرتے تھے وہ پائپ بھی سارے اُڑ گئے ہیں تو ظاہر ہی بات ہے اس وقت تو وہ اللہ تعالیٰ کے آسرے پر بیٹھے ہوئے ہیں نہ تو وہ ٹریکٹر چلا سکتے ہیں اُنکے پاس پیسے نہیں ہیں نہ وہ کوئی فلڈ پمپیشن بنا سکتے ہیں تاکہ دوبارہ وہ پانی لے کر کے نہ جائے۔ تو وہ کچھ نہیں کر سکتے ہیں تو kindly میری گزارش یہ ہے کہ اسکو seriously لے لیں تاکہ لوگوں کو انہیں آباد کرنے کے لئے آپ کچھ دے دیں تاکہ وہ اپنی زمینوں کو آباد کر سکیں۔ یہاں تک ہمارے حلقے میں ضیاء لاگو صاحب شاید چلے گئے ہیں آپ کے توسط سے اُنکو میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ اُس flood میں میرے حلقے کے دو مرد اور ایک خاتون جو ہیں وہ شہید ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں کی فیڈرل حکومت نے اور صوبائی حکومت نے اعلان کیا تھا کہ بیس لاکھ فی ہیڈ صوبائی حکومت نے دینی تھی اور فی ہیڈ بیس لاکھ مرکزی حکومت نے دینی ہے اب آٹھ مہینے ہو گئے ہیں وہ لوگ بیچارے مارے مارے پھر رہے ہیں اُنکے تمام کاغذات as a rule ہم نے ڈی سی کے ذریعے اُنکو پہنچا دیئے ہیں۔ اب وہ آج کل کی باتیں کر رہے ہیں کہ آج دینے ہیں کل دینے ہیں آٹھ مہینے ہو گئے ہیں اُن بیچاروں کا کوئی مدد انہیں ہے۔ تو جناب ضیاء لاگو صاحب چونکہ پی ڈی ایم اے اُنکے ساتھ ہے، مہربانی کر کے وہ لوگ جن کے لوگ ضائع ہو چکے ہیں اُن کے گھر ضائع ہو چکے ہیں اُنکی تو مدد کی جائے تاکہ وہ دوبارہ اپنی زندگی کو شروع کر سکیں۔ تو آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ ایریگیشن کے حوالے سے ہمارے سارے یعنی جو سروے اُنہوں نے کیا ہے اگر آپ نے کچھ کرنا ہے تو اسی مہینے سے مارچ سے پہلے کرنا چاہیئے تاکہ مارچ میں وہ پھر اپنی زندگی کو دوبارہ شروع کر سکیں۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ۔ جی احمد نواز بلوچ صاحب۔

میر احمد نواز بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین منسٹر ایریگیشن ہمارے دوست ہیں محترم ہیں۔ حالیہ بارشوں میں جیسے اُس نے کہا کہ چھ لاکھ کیوسک جب پانی آتا ہے تو میں مجبور ہوں نہیں روک سکتا ہوں۔ بالکل یہ قدرتی آفات ہیں ہم اس بات سے متفق ہیں۔ اگر اب بھی آپ سائنسی بنیادوں پر چیزوں کو نہیں لیں گے تو آنے والی بارش اور آنے والی آفات ہمارا انتظار نہیں کریں گے جو چیز آپ نے دیکھی محکمے نے ریکارڈ کیا اب تو آپ اُن چیزوں کو سائنسی بنیادوں پر لے لیں اور اُنکو revisit کر کے آپ اُنکو وہاں جو آپ کا جو سسٹم ہے چاہے ایریگیشن کا چاہے نصیر آباد کا سسٹم ہے۔ یا جہاں بھی آپ کا ایریگیشن محکمہ ہے اُنکو کہیں کہ آپ جو ہمارے نالے ہیں ندی نالے ہیں، یا میں کہوں Bolan-river آپ کے سامنے ہے۔ میرے خیال میں اتنا زیادہ پانی اُس کی history میں نہیں آیا۔ تو ابھی ہمارا وہ پانی بھی ضائع ہوا اور

لوگوں کی زمینیں بھی اس کی وجہ سے کٹاؤ ہونیں اور ہزاروں ایکڑ زمینیں پارٹری کے یا کرتہ کے یا آگے جو ڈھاڈر area میں یہ سارے کٹ کر چلے گئے۔ تو میں نے اُس دن بھی منسٹر صاحب اور سیکرٹری صاحب سے سیکرٹری آفس میں بھی کہا تھا کہ وہاں visit کیا تو اُن کے SDOs وہاں آئے اُن کا اور منسٹر صاحب کا میں شکر یہ بھی ادا کرتا ہوں کہ اُنھوں نے اُنہیں کہا وہ visit کر کے چلے گئے تو اُس کو آپ اپنے محکمے کے through ہی آپ دیکھ لیں اُسے اور اُن غریبوں کی جو چھوٹی موٹی زمینیں تھیں وہ آگے جو آفات آئیں گی واللہ علم مگر اُن کا ایک سدباب ہوگا protection wall ہوں گے protection بند ہوں گے تو اُس کو آپ اُس طریقے سے لے لیں تاکہ آنے والے دنوں میں زیادہ نقصان نہ ہو۔ جناب چیئر مین! کوئٹہ کی حد تک جیسے آپ نے کہا اپنے حلقے کا ایسے ہی کوئٹہ میں آپ دیکھتے ہیں کہ جہاں بھی ایریگیشن کے نالے اُن کے اوپر encroachments ہوئے ہیں تو اس پر بہت بڑی جانیں بھی ضائع ہوئیں اور بہت بڑے پیمانے پر املاک بھی ضائع ہوئیں تو میں ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے آفس بھی گیا تو وہاں میں نے ان نالوں کا نام لیا تو اُن کے ساتھ ان نالوں کے نام نہیں تھے ابھی وہ آفیسر ٹرانسفر ہوتے ہیں تو نیا نام دے دیتے ہیں تو میں نے خدارا اُن کو سمجھایا کہ یہ پُرانے نالے ہیں آپ اُن کے نام سے ہی ان کو آپ اسی نام سے چلائیں تو لوگ اور آپ کا آفس پھر آنے والے آفیسر بھی سمجھیں گے تو اس پر بھی میں نے اُنہیں کہا کہ آپ ان نالوں کا revisit کریں جیسے لوڑ کاریز نالہ ہے اور سیاہ ماری نالہ ہے ایسے ہی ہمارے یہاں اور نالے جیسے آپ نے کر حہ کا ذکر کیا ہزار گنجی میں ہے مغربی بائی پاس ہے چشمے میں ہے ہنہ میں ہے اور یہ ہمارے اُغبرگ area میں آپ نے دیکھا کچلاک میں تو چیزوں کو revisit کرنے کی ضرورت ہے تاکہ آنے والے دنوں میں ہمیں نقصان نہ پہنچے۔

جناب چیئر مین: شکر یہ۔ بات تو آپ کی آگئی سامنے، مؤقف آگیا میرے خیال میں ختم کر لیں۔

میر سلیم احمد کھوسہ: سر! احمد نواز صاحب نے بات کی، جناب چیئر مین! یہ بڑا serious matter ہے کیونکہ ہم نے تو تین تباہیاں دیکھیں 2010 میں اور 2012ء میں اور 2022ء میں جناب چیئر مین صاحب! جس طرح سندھ کی بات کی سندھ ایریگیشن جب اس طرح کا خدانخواستہ پانی کا جو دباؤ بڑھ جاتا ہے کوئی اس طرح کی تباہی برسات کی صورت میں یا یا دریا میں کوئی bridges لگتے ہیں تو وہ پورا ڈیپارٹمنٹ ایریگیشن کا اُس پانی کے ساتھ چل رہا ہوتا ہے، وہ پانی کو divert کرتے کرتے آکر بلوچستان میں پانی کو چھوڑ دیتے ہیں یہاں کا جو ایریگیشن سسٹم ہے، وہ بالکل تباہ حال ہے۔ یہ نہیں ہے کہ میں لہڑی صاحب کو کہہ رہا ہوں کیوں کہ یہ پُرانا ایک سلسلہ چل رہا ہے لہڑی صاحب ایک دم جذباتی ہو جاتے ہیں ہر چیز اپنے دل پر لے لیتے ہیں لیکن overall میں بات کر رہا ہوں آپ پچھلے 15 سال میں دیکھیں جو تباہی اس صوبے کے اندر ایریگیشن کی نالائقی کے حوالے سے آئی کیونکہ انہوں نے چیزوں کو manage نہیں کیا ہے اب جس

طرح climate change کا کہا جا رہا ہے جس طرح climate change ہو رہا ہے جناب چیئر مین صاحب! یہ خدا نخواستہ اگلے دفعہ شاید اس طرح کی اللہ نہ کرے اللہ نہ کرے disaster آجائے۔ خدا نخواستہ اس طرح کا disaster اگر دوبارہ آتا ہے تو کیا منسٹر صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ ان کی کیا تیاری ہے؟ اس حوالے سے کیا منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ کچھ بھی نہیں ہے کچھ بھی نہیں ہے پھر یہ لوگ یہی کہیں گے جی پانی چھ لاکھ آگیا کیوسک سندھ پانی لے آیا پٹ فیڈر ٹوٹ گیا ہے وہاں سے کوہ سلیمان سے پانی آرہا ہے بھی قدرتی آفات نہ آپ روک سکتے ہیں نہ ہم روک سکتے ہیں ان میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس کے نقصان کو تو کم کیا جاسکتا ہے ایک منصوبہ بندی کے تحت وہ نہیں ہو رہا ہے رونا اُس چیز کا ہے اگر آپ divert کر کے کچھی کینال کے پانی کو ربنی کینال میں لے جا رہے ہیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے وہ علاقے بھی ہمارے ہیں آباد کریں لیکن اُس کا کیا طریقہ کار ہے کیا mechanism ہے کس طرح آپ لے کر جا رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ پانی کا burden بڑھ جائے پھر ہم لوگ تباہ ہو جائیں اُن چیزوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے جو ایریگیشن بالکل نہیں کر رہا ہے، ہمارا رونا اس چیز پر ہے جناب چیئر مین صاحب! ان کی کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے ایک بہت بڑی تباہی ہو چکی اُس تباہی کا بھی کوئی ازالہ نہ ہو رہا ہے اور اللہ نہ کرے خدا نخواستہ کہ ایک اور تباہی آئے اگر خدا نخواستہ اس طرح کا disaster دوبارہ آتا ہے تو کیا منصوبہ بندی ہے جو سندھ والے پانی کو لے کر آپ کے بلوچستان میں آتے ہیں وہ پانی کے ساتھ چل رہے ہوتے ہیں مشینری اُن کے پاس ہے ہر لیبر اُن کے پاس ہے میں اس حالیہ سیلاب میں بارشوں میں ایک excavator صحبت پور کے ضلع کے اندر نہیں تھا کیا اس کا جواب دیں گے کچھ بھی نہیں ہے

جناب چیئر مین! رونا اس چیز کا ہے آپ چیزوں کو جو ہے seriously دیکھیں ہر چیز کو اپنے دل پر نہ لے لیں میں آپ کو نہیں کہہ رہا ہوں آپ کے ڈیپارٹمنٹ کیونکہ میں بار بار کہہ رہا تھا کہ JIT بنائی جائے سی ایم صاحب نے یہاں اسمبلی میں بھی commitment کی پریس کانفرنسوں میں کہا کہ جی میں JIT بناؤں گا اُس JIT میں میں نے یہاں تک کہا کہ خدا نخواستہ کہیں پر میں ذمہ دار ہوں تو مجھے بھی سزا دی جائے لیکن نہیں بنائی گئی کیوں نہیں بنائی جا رہی ہے کیونکہ گھوم گھوم کر چیزیں ایریگیشن پر آئیں گی ایریگیشن کو بچانے کے لیے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے، میری گزارش یہ ہوگی کہ آپ کوئی سخت قسم کی رولنگ دیں چیف سیکرٹری صاحب کو پابند شاید چیف سیکرٹری جاگ رہا ہے باقی تو سارے سو رہے ہیں آپ کے سامنے ہیں یہاں اسمبلی میں بھی آکر سویا ہوا ہے اور وہاں بھی سو رہا ہے، میں کیا کہوں۔

جناب چیئر مین: شکریہ سلیم کھوسہ صاحب۔ جی عارف محمد حسنی صاحب! آپ ایریگیشن پر مختصراً۔

میر محمد عارف محمد حسنی: سر! یہ جناب چیئر مین ہمارے دو ڈیم بن رہے ہیں، 100 ڈیمز میں بلوچاپ اور بھولو، بلوچاپ اور بھولو میں سخرانی برادران کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے coordinates لیئے جاتے ہیں۔ ڈیم کے جہاں

بننا ہے، اُدھر ہی پھر بنتا ہے، اُس کے بعد اگر آپ نے change کرنا ہو، آپ نے cabinet سے approve کر کے پھر فیڈرل گورنمنٹ بھجوانا ہے، پلاننگ کمیشن سے approve ہوگا تب آپ site change کر سکتے ہیں، تو سنجرائی برادران ان میں سے کسی ایک کا ہمارے دو ڈیم ہیں بچپن، بچپن کروڑ کے بلوچاپ اور بھولو سے کوئی ایک shift کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو منسٹر صاحب کو میں بتانا چاہوں گا کہ اگر سنجرائی برادران کے کہنے پر یہ change ہو تو اس کے خلاف عدالت جائیں گے ہم۔ اُس کے علاوہ سر یہاں صدیقی صاحب نے جب قرارداد پر جب بات کر رہے تھے انہوں نے بڑی اچھی بات کی ہے ایجوکیشن کے حوالے سے یہ خود بھی ایجوکیشن منسٹر رہے ہیں ایجوکیشن میری ایک suggestion ہے اس حوالے سے جیسے میں نے ڈاکٹروں کا کہا contract والوں کا ہماری cabinet نے کوئی پانچ، چھ مہینے پہلے approved کیا ہے کہ اُس کا criteria بڑا سخت ہے بچپن جو ہمارے appoint ہوتے ہیں اُس کا criteria جی written pass کرنا ہے انٹرویو پاس کرنا ہے اُس کے بعد اسی یونین کا ہونا چاہیے ہماری آدھی سیٹیں fill ہو جاتی ہے appointments کے بعد آدھی ہماری رہ جاتی ہیں تو ایک بڑا اچھا انہوں نے decision کیا تھا ہمارے سی ایم صاحب جو چھ مہینے بعد اُٹھتے ہیں نیند سے تو انہوں نے بڑا اچھا ایک decision کیا تھا جہاں ظاہر ہے اچھا کوئی کام کریں گے تو ہم کہیں گے کہ جی چھ مہینے بعد جب اُٹھے بڑا اچھا کام کیا ہے انہوں نے تو انہوں نے decision یہ کیا کہ جی contract پر وہ والا criteria وہ سخت والا نہیں رکھنا ہے contract پر اُس یونین سے ہمیں جو بھی اچھا کوئی candidate اگر مل جاتا ہے اُس کو ہم contract پر رکھ لیں گے کیونکہ ابھی انہوں نے advertise کر لیا ہے شاید آگیا ہوگا یا آنے والا ہوگا مگر اُس کے بعد بھی یہ لگتا ہے کہ کافی ہمارے candidates پاس نہیں کر پائیں گے انٹرویو میں فیل ہو جائیں گے تو contract پر بچپن رکھ لیں تاکہ جتنے بھی اسکول ہیں ہمارے یہ کھل جائیں۔ پہلی تو یہ suggestion ہے ہماری۔ اُس کے علاوہ بارکھان کا چلیں بڑی اچھی خبر آئی ہے اللہ کی مہربانی ہے کہ ہمارے پانچ بچے اور وہ بی بی ہماری بازیاب ہو گئیں مگر وہ بچی جس کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے جس کو مارا گیا ہے جس کے چہرے پر تیزاب پھینکا گیا ہے وہ بھی بچی ہمارے بیٹی اور ہماری بہن تھی چاہے جو بھی تھی ان میں سے تھی چاہے کوئی الگ تھی وہ جو دوڑ کے محمد خان مری کے جن کو مارا گیا ہے قرآن میں اللہ رب العزت کہتا ہے کہ ایک انسان کے ایک قطرہ خون کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ آپ خانہ کعبہ توڑ کر ایک ایک پتھر الگ کر دیں اُس خون کی حرمت زیادہ ہے اس کے باوجود لوگ یہاں مارتے بھی ہیں دندناتے پھرتے بھی ہیں اس میں جو بھی ہے چاہے کوئی بھی ہو چاہے سردار عبدالرحمن کھیتراں کا بیٹا کہہ رہا ہے کہ سردار عبدالرحمن کھیتراں ہے وہ کہہ رہا ہے کہ میرا بیٹا ہے ہم اُس بات پر نہیں جاتے کہ وہ کس نے کیا ہے کس نے مارا ہے جس نے بھی کیا اُس کو عبرت کا نشان بنا دینا چاہیے۔

جناب چیئرمین: اس پر، انکوڑی کے لیے JIT بنی ہے۔

میر محمد عارف محمد حسنی: اُس کے علاوہ جناب چیئرمین! تھوڑی سی بات سُن لیں آپ کو بھی کبھی موقع ملتا ہے آپ کو شش کریں بیٹھنے کی میں تھوڑی سی بات کروں گا آج آخری سیشن ہے، جناب چیئرمین! سیکرٹری صاحب بھی نہیں بیٹھے ہوئے ہیں اچھا ہے یہ ریکارڈ ہو رہا ہے جو بھی یہ سینڈک پروجیکٹ کے بارے میں جب بھی میری بات ہوتی ہے چوتھی دفعہ میرا سوال آ رہا ہے مگر ہمارے منسٹر صاحب آج بھی کوئٹہ میں ہیں پہلی دفعہ ادھر ہی تھے ادھر گھوم رہے تھے باہر راہداری میں نہیں آئے اندر، دوسری دفعہ پتہ نہیں کدھر تھے تیسری دفعہ آج چوتھی دفعہ پھر وہ لوگ کوئٹہ میں موجود ہونے کے باوجود وہ یہاں پر موجود کوئٹہ میں ہونے کے باوجود آ کر جواب نہیں دے رہے اُس حوالے سے میں نے بات کرنی ہے سینڈک کے حوالے سے اُس حوالے سے میں نے بات کرنی ہے۔ چیئرمین کے حوالے سے سینڈک میٹل پروجیکٹ کو جو لوٹا گیا ہے جو اُس کو چائینیز نے، بھئی چین کے بارے میں بات نہیں کرنی ہے کیا بات نہیں کرنی ہے؟ وہ تھوڑی چین کا وہ چین تھوڑا یہاں کام کر رہا ہے ہم اُس کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ چین کی ایک کمپنی کام کر رہی ہے جو لوٹ مار کر رہی ہے، سخرانی برادران کے ساتھ مل کر، وہ تو میں اُس پر detail پر بات کروں گا۔ جب وہ آئیں، صرف میں بلوچستان کے عوام کو ایک breaking news دینا چاہوں گا رازق سخرانی اور صادق سخرانی نے 7 ارب انہی پیسوں میں سے ایک ارب کا جہاز لیکر Sial International Company کو ٹھیکے پر دے دیا ہے۔ وہ NAB، جو نیب کا اپنا چیئرمین بنا رہا تھا پچھلے دنوں کی، کہ جی میں کیا کروں مجھے چھوٹے کیسوں پر تو کہا جاتا ہے، بڑے کیسوں پر مجھے کیس نہیں کرنے دیا جاتا ہے۔ مجھے پکڑنے نہیں دیا جاتا ہے تو اُس نیب کو ہم کہتے ہیں کہ جی چھوٹے چھوٹے پلاٹس کے تو کیس تمہیں نظر آجاتے ہیں یہ تمہارے اپنے یہ ابھی میں تقسیم کر رہا ہوں یہاں اسمبلی میں میں تقسیم کروالیتا ہوں اگر دو منٹ ہیں بیٹھ جائیں۔ اُس میں نیب نے خود کہا ہے کہ جی رازق سخرانی کو جو MD تعینات کیا ہے انہوں نے appoint کیا ہے نیب کے اپنے یہاں پر ریکارڈ میں ہے ریکارڈ کا میں official آپ کو ابھی اُس کے documents آپ لوگوں کو میں دے رہا ہوں اُس میں نیب نے کہا ہے کہ جی یہ جو 24 سال کا لڑکا appoint ہوا ہے یہ بالکل غیر قانونی طریقے سے appoint ہوا ہے نہ اُس کی عمر ہے نہ 24 سال کی عمر میں 21 گریڈ میں 22 گریڈ میں ابھی confirm ہوا ہے اور نہ اُس کو کوئی اُس کے بعد اُن کی رپورٹ کے بعد نہ اُس سے کوئی پوچھنے والا ہے نیب کی اپنی inquiry ہے نیب والوں سے پوچھا جائے through اسمبلی کے جی آپ کی اپنی اگر رپورٹ ہے پھر اُس کے بعد آپ کیوں چھپ ہو کے بیٹھ گئے ہیں؟ آپ کے اپنے جاوید اقبال جو آپ کا ایک بدنام ترین چیئرمین تھا وہ خود صادق سخرانی کو فون کر کے کہتا ہے کہ جی آپ کے بھائی کے جو cases تھے وہ سارے میں نے ختم کر دیئے۔

جناب چیئرمین: personally دیکھیں وہ آئینی ادارے کا سربراہ ہے آپ اسکو تہمت اس کا نام اس طرح نہ لیں۔ مولوی نور اللہ صاحب ایک منٹ۔ منسٹر صاحب! ایک منٹ بیٹھ جائیں، مولوی صاحب آخری تقریر اُٹکی ہے۔

مولوی نور اللہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ چیئرمین صاحب۔ اپنا مدعا پیش کرنے سے پہلے میں اُن مظلوموں اور اُن مقتولوں کا تذکرہ مناسب اور ضروری سمجھتا ہوں۔ میرا یہ بے حس، اگرچہ آپ لوگ اس کو مقدس اور معزز ایوان کہتے ہیں مگر میں اس کو بے حس اسمبلی اور بے حس حکومت اور بے حس عدالت اور State کی تمام ذمہ دار ایجنسیاں اور ادارے اس طرح مظلوموں اور خون آلود اموات جو ہمارے red zone میں کہیں دنوں سے پڑے ہیں اور ہماری زبردست قوتیں ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسلامی ہدایات کے مطابق میں کسی کا نام اس حوالے سے مناسب نہیں سمجھتا ہوں کہ کون ہے قاتل؟ یہ عجیب و غریب داستان ہے کہ باپ کہتا ہے بیٹا قاتل ہے۔ بیٹا کہتا ہے کہ باپ قاتل ہے۔ وہی قرآن والا قصہ ہے (عربی) ابھی اس دُنیا میں قیامت کا منظر پیش کر کے باپ بیٹے سے بیزار، اور بیٹا باپ سے بیزار، ایک دوسرے کو قاتل قرار دے رہے ہیں۔ عورت نے قرآن مجید کا سہارا اور واسطہ دے کر پھر بھی ظلم سے اور مقتول سے نہیں بچتی۔ اور یہ ہے ہمارے پاکستان کی اسلامی ریاست، اسلام میں تو اتنی گنجائش نہیں ہے۔ (عربی) اسلام کا فلسفہ اور قانون یہ ہے کہ جو بھی قتل ہو جائے اور قتل ہونے کے جرم کئے بغیر تو اُس کے قاتل کو قتل کر دینا چاہیے۔ کیونکہ اس کو قصاص کہا جاتا ہے۔ قصاص میں دیگر لوگوں کو زندگی کی ضمانت ملتی ہے۔ اگر ایک قاتل کو چھوڑ دیا گیا، ایک ظالم کو ظلم کی سزا نہیں دی گئی تو پھر دوسرا قاتل اور دوسرا ظالم معاشرے کے دیگر افراد کے قتل میں پڑ جاتے ہیں۔ کیا ہماری ایجنسیوں کو، ہماری عدالت کو، ہماری حکومت کو، ہماری اسمبلی کو، ہمارے ذمہ دار لوگوں کو، ہمارے قبائل کو، اس red zone کے وسط میں پڑے احتجاج کرنے والے اور جنازے نظر نہیں آرہے؟ اور دیگر لوگوں پر دہشتگردی کا الزام لگا کر کے اُنکے گھروں کو ویران کر کے شک کی بنیاد پر کہ شاید اس دہشتگردی میں اس کا ہاتھ ہو۔ تو جناب چیئرمین صاحب! اب میں بھرپور مذمت کرتا ہوں صرف قاتلوں کا نہیں، اسمبلی کی اس غفلت کی مذمت کرتا ہوں، عدالت کے اس خوابِ خرگوش کی مذمت کرتا ہوں، اور تمام اُن ذمہ داروں کی مذمت کرتا ہوں کہ پانچ دنوں سے پانچ جنازے پڑے ہیں اور اُن کا قتل کس طریقے سے ہوا ہے، کتنے بہیمانہ طریقے سے، تو یہ ایک مسلمان کا فرض بنتا ہے۔ ورنہ ہم اُس کو نہ جانتے ہیں نہ وہ ہمارے علاقے سے ہیں، نہ ہمارے برادری سے ہیں، خُدا کی قسم اس فلور پر بولنے سے مجھے شرم آتی ہے کہ یہ فلور اس قابل بھی ہے کہ اس سے کوئی گلہ کریں؟ اور کوئی استدعا کی جائے، ہم تو کہہ رہے ہیں کہ پانی بہہ گیا یہاں ہر وقت ظالم کا قبضہ رہا ہے۔ ہمارے ایریکشن منسٹر صاحب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے 26 تاریخ کا کہ ہم قلعہ سیف اللہ جائیں گے۔ میں نے کئی بار ان سے استدعا کی ہے، میرے حلقے میں ایک ڈیم بے بڑی افادیت والی، اُس پردس ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ ایک منسٹر ایک

ٹھیکیدار کے باہمی اشتراک سے اسمیں جو کرپشن اُن لوگوں نے کی ہے، وہ ڈیم اُسکی افادیت اور اتنی خطیر رقم خرچ ہونے کے باوجود اپنی افادیت کھو چکا ہے، کھونے کا کیا مطلب بلکہ ختم ہو چکا ہے۔ کیا ہے اُس کی داستان اُس کا تمام پانی جو ہے ہمیں یہ توقع نہیں تھی کہ یہ بیس سال میں بھر جائیگا لیکن اللہ تعالیٰ نے جو بارشیں برسائیں اور جو پانی اُس میں آیا اُس کو بھر دیا۔ سپل وے پر پانی خارج ہونے لگا مگر ساتھ اُسکے دروازے کھل گئے۔ آج تک اُس کے دروازے کھلے ہیں۔ کوئی سسٹم اُس کا صحیح نہیں ہے۔ اور تمام پڑوسی جس طرح ٹوٹی ہوئی ہے جیسے اُس میں کوئی دھماکہ ہوا ہو۔

تو میں جناب چیئر مین! یہ گزارش اسمبلی کے فلور پر کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ایک رولنگ دیں اور اس کی تحقیقات کی جائے، اور اس میں ملوث جتنے کرپٹ عناصر ہیں، خواہ وہ میری پارٹی کا ہو، خواہ وہ میرے قبیلے کا ہو، خواہ وہ بااثر شخصیت کیوں نہ ہو، خواہ وہ وفاقی وزیر کیوں نہ ہو، تو اسکی میں استدعا کرتا ہوں۔ وہ سارا پانی بہنے لگا، نکل گیا اور نکل جاتا تب بھی ٹھیک تھا مگر لوگوں کی سڑکیں اور راستے مسدود کر دیئے گئے اور جتنی وافر مقدار میں یہ پانی نکلا۔ تو شاید ہمارے منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں مجھے یہ توقع نہیں ہے کہ اس بااثر ٹھیکیدار کو اور اس بااثر منسٹر اور شراکت دار کو ہمارے یہ منسٹر صاحب یا ہمارا یہ نیب کا ادارہ کنٹرول کر سکے۔ میں آپ سے دست بستہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ رولنگ دیں کہ اس حوالے سے کوئی کمیٹی بنائی جائے یا اس کا جو بھی مناسب طریقہ کار ہے اس کی انکواری ہو۔ اور اس کی افادیت کو برقرار رکھتے ہوئے اس ٹھیکیدار اور اس شراکت دار کو دوبارہ پابند کر کے تاکہ اس کو از سر نو بنادیں۔ پورے ڈویژن کا ایک ہی ڈیم تھا بڑا ڈیم تھا۔ شاید اگر اس پر power بنانے بجلی بنانے کی کوئی مشین لگ جاتی تو اُس سے بجلی بھی پیدا کی جاسکتی تھی۔ شکریہ جناب چیئر مین۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی منسٹر صاحب۔

میر محمد خان لہڑی (وزیر آبپاشی): شکریہ جناب چیئر مین صاحب۔ سب سے پہلے جو سلیم صاحب نے دوبارہ یہاں جو بات اٹھائی کچھی کینال کے حوالے سے۔ کیوں کہ یہاں ابھی میرے خیال میں سیلاب کو سات آٹھ ماہ گزر گئے ہیں۔ اس وقت کیا کرنا چاہیے ہمیں، کیا نہیں کرنا چاہیے۔ جیسے میں نے پہلے بھی بھائی کو بتایا کہ ہمارے کوہ سلیمان کا پانی ہے جہاں ہمارے کچھی کینال کو hit کرتا ہے وہیں پر اس کے سپل وے بنے ہوئے تھے۔ میرے خیال سے ہر سپل وے کا اخراج 40 ہزار کیوسک تھا، کہیں پر زیادہ کہیں پر کم، زیادہ پانی ہونے کی وجہ سے وہ سپل وے تو بالکل ختم ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ دوسرا ہی پانی نے راستہ بنایا ہے جہاں میں نے حالیہ دنوں میں آپ کی واپڈ اسے ایک بریفنگ لے لی اُس نے کہا کہ یہ پنجاب کے area میں جہاں پر آپ کے ڈیرہ بگٹی تک جتنے بھی areas آتے ہیں یہاں سے نہیں گزرا ہے کہ تقریباً 2 لاکھ کیوسک پانی گزرا ہے آپ کے دریائے سندھ میں جا کے گرا ہے یہاں سے۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان چیزوں کے لیے ہم نے اپنی already consultancy بھی hire کی ہے اور feasibility بھی بنا رہے ہیں

، world bank کے تعاون ہے جتنے بھی ہمارے جو باہر سے ڈونرز وغیرہ اُن سے بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ پہلے انکا کہیں پراگر چھوٹے چھوٹے اوپر جو ڈیم بنے جا کے پانی کے storage ہوتے ہوئے اُس کا کم پانی جو ہمارے یہاں سپل وئے سے گزرے تاکہ ہمارے علاقے بھی damage نہ ہوں، ہمارے کینال بھی damage نہ ہوں، ہمارے لوگ بھی save رہیں۔ اس کے اوپر already ہم بھی کام کر رہے ہیں لیکن اس وقت تک الحمد للہ صرف چھ ماہ گزرے ہیں اس کے لیے تو آپ بھی اس علاقے میں ہیں میرا بھی یہی علاقہ ہے تو ہم کوشش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے کہ ہم اپنے علاقے کو سیلاب سے save کریں۔ اور جو ہمارے لوگ ہیں اسی سیلاب میں زیادہ اُن کی فصلات تباہ ہو گئی ہیں، گھر تباہ ہو گئے ہیں اور جتنا نقصان ہوا ہے وہ ہم سب کا نقصان ہے اس ملک کا، اس صوبے کا، اُس علاقے کا ہے۔ اور اس کے علاوہ آپ کچھ کینال کی بات کر رہے ہیں کچھ کینال سے صرف ہم پانچ سو کیوسک لے رہے ہیں اس سے زیادہ پانی ہم اُس سے نہیں لیتے ہیں۔ اگر سیلاب کی وجہ سے جو پانی زیادہ آتا ہے تو اللہ خیر کرے میں نے پہلے بھی آپ کو یہ بتایا سلیم بھائی۔ ایسا کوئی نہیں ہے کہ میرا دل یہ نہیں کہتا ہے کہ میں جا کے صحبت پور کو ڈبو یا ہوں یا اپنے علاقے کو۔ سب سے زیادہ چیئر مین صاحب میرا علاقہ متاثر ہوا ہے۔ میرے پورے حلقے میں صرف ایک تحصیل کا آدھا حصہ بچا ہے، دوسرے میری تین تحصیلیں بالکل ختم ہو گئی تھیں۔ پانی سب سے زیادہ اُس علاقے سے گزر کر آپ کے جھل مگسی کو زیادہ hit کیا وہیں پر بھی تباہی ہوئی ہے۔ تو یہی چیزیں ہیں تو اس کے علاوہ میرے دوست عارف جان نے کہا کہ hundred dams جو دوہم نے بنایا یہ جہاں بھی tender ہوئے انشاء اللہ یہ وہیں پر نہیں گے اور جگہ پر نہیں بنیں گے۔ جیسے میرے دوست نے کہا کرتے کا area ہے وہیں پر جو بولان میں اس وقت پانی زیادہ آیا میرے خیال میں دو لاکھ چالیس ہزار کیوسک اس وقت گزرا ہے سب سے زیادہ پانی اس سے جو یہ آخری 26، 27 تاریخ کو بولان سے گزرا ہے۔ پنجرہ پل آپ کے سامنے ہے، آپ کے روڈ آپ کے سامنے ہیں۔ یہ روڈوں کو ہم نہیں دیکھ سکتے آپ کے bridges ٹوٹ گئے سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔ صرف ہم irrigation کا اس کو کیا کرے کہ بھائی یہ چیزیں ہوئی ہیں، اور کرتہ میں اُس نے کہا کہ یہ چیزیں جو ہو گئیں بندات ہمیں بنانے ہیں ہم نے وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ جیسے ہمیں فنڈ مہیا ہوگا ہم وہ بھی دے دیں گے۔ لیکن آپ کو خود پتہ ہے کہ اس وقت financial position کیا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ جتنے بھی ہمارے دوستوں نے issues یہاں highlight کیے ہیں ان کے اوپر ہم already کام کر رہے ہیں جتنا ہم سے ہو۔ گا ہم انشاء اللہ اس پر کام کریں گے۔ تیسرا جو ہمارے مولوی صاحب نے یہاں بات کی تو رباتو زنی ڈیم ہے، اُس کا تقریباً میرے خیال سے 2011ء میں کام start ہوا تھا۔ اور یہ تقریباً 5 ارب کی اسکیم ہے میں نے بھی اس کا visit کیا تھا یہ وہی پر جو حالیہ دنوں میں جو بارش سے یہ ڈیم فل ہوا تھا کہیں پر اس کے technical fault آگئے تھے۔ اس نے کہا کہ پروگرام رکھیں انشاء اللہ میں اس کے

ساتھ پروگرام بھی رکھوں گا جاؤں گا بھی صحیح، اور ہم نے already اپنے technical بندے بھیجے ہیں ابھی تک یہ ongoing ہے۔ کہیں پر بھی کوئی اگر فالٹ ہے وہ انشاء اللہ کٹر یکسٹروہ انشاء اللہ اسکو صحیح کر کے دے دیگا۔ اگر اس میں کوئی بھی، ابھی تک تو ہم نے کیا نہیں، ابھی تک تو وہ ongoing ہے اُس کے اوپر کام ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ ہم آپ کو، جتنے بھی اُس میں فالٹ آگئے ہیں وہ ہم دوبارہ بنوائیں گے اور اُس کو اچھی طرح سے بنائیں گے۔ اور انشاء اللہ آگے اُس کو لے کے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ اور شکریہ منسٹر صاحب آج آپ نے انتہائی ذمہ دارانہ انداز میں ارکان کو مطمئن کرنے کی کوشش کی۔ مجھے توقع ہے کہ باقی منسٹرز بھی آپ کی تقلید کریں گے۔
جناب چیئرمین: اب میں گورنر کا حکم نامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 109 (b) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973. I Mir Jan Muhammad Khan Jamali, Acting Governor Balochistan hereby order that on conclusion of business, the Session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Thursday, the 23rd February, 2023.

جناب چیئرمین: اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کیا جاتا ہے۔
(اسمبلی اجلاس 06 بجکر 20 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

